ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

38

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

26ربیع الاوّل تا 3ربیع الثانی 1446ھ/ یکم تا 7اکتوبر 2024ء

دھوکے اور فریب کی انتہا

''عالمی صہیونیت اور عالمی صلیبیت کے دھوکے فریب اور تضلیل کی حد یہ ہے کہ وہ اپنے اور ان خود ساختہ تنظیموں کے درمیان —— جن کو انہوں نے خود بنایا، خود پروان چڑھایا اور مادی اور ادبی لحاظ سے خود ان کی مدد کی ہے —— مصنوعی اور ظاہر فریب لڑائی بھی برپا رکھتی ہیں۔ اور دوسری طرف ظاہری و باطنی امداد کے ساتھ ان کی حفاظت بھی کرتی ہیں، اور اپنے نشری اداروں اور خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے سے ان کی خدمت کرتی ہیں۔ یہ مصنوعی جنگ اور ظاہری عداوت اس لیے ہے تاکہ ان کا مکر و فریب چھپا رہے۔ کم و بیش تین صدیوں سے وہ اپنے ایجنٹوں پر پردہ ڈالنے اور ان کی کارروائیوں کو دوسروں سے چھپائے رکھنے کے لیے یہی کچھ کر رہی ہیں۔ یہ ایجنسیاں وہ کام کرتی ہیں جو صہیونیت اور صلیبیت خود انجام نہیں دے سکتی۔ ان کا مقصد اقدار و اخلاق کی تباہی، عقائد و تصورات کی بربادی اور عالم اسلام کو اس کی قوت کے اولین مرکز سے علیحدہ کرنا ہے۔ مسلمانوں کی قوت اس میں ہے کہ ان کی زندگی کی بنیاد اپنے دین و شریعت پر ہو۔ یہودیت وہ چاہتی ہے جو ان کے خوفناک پروٹوکول بتاتے ہیں اور صلیبیت وہ چاہتی ہے جو ان کی مشنری انجمنیں طے کرتی ہیں اور یہ سب کچھ دوسروں کی آنکھوں سے چھپا کر کیا جاتا ہے۔

جب عالم اسلام کا کوئی علاقہ اس مکر و فریب، اس اسلام نما کفر و الحاد سے بچ جائے اور ان نام نہاد دینی انجمنوں کی گرفت میں نہ آئے، فسق و فجور اور بے دینی کو ترقی، تہذیب اور تجدد تسلیم نہ کرے تو پھر اسلام اور مسلمانوں پر جھوٹی تہمتوں اور بہتانوں کی فوجیں چڑھا دی جاتی ہیں۔ اُس وقت عالمی خبر رساں ادارے اور عالمی نشر و اشاعت کی ایجنسیاں اندھے بہرے ہو جاتے ہیں اور اس خباثت کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ سادہ لوح، نیک مسلمان اس سارے معرکے کو ایک شخصی یا گروہی معرکہ سمجھتے ہیں اور اسے اسلام کے خلاف کوئی بڑی معاندانہ کارروائی نہیں جانتے اور ان میں سے "بعض" "خدمت دین" کے نام پر سادگی کے ساتھ، معمولی وعظ و تلقین، درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں، جب کہ پورا دین مٹایا جا رہا ہے۔ اس کی جڑ بنیاد اکھاڑی جا رہی ہے۔ غاصب اور ڈاکو اقتدار الٰہی کو چھین رہے ہیں، اور وہ طاغوت جس کا انکار کرنے کا انہیں حکم ملا تھا، وہ انسانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگیوں پر حکمران ہے۔''

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 360 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 42500 سے زائد، جن میں بچے: 17400،
عورتیں: 13200 (تقریبا)۔ زخمی: 96800 سے زائد

اس شمارے میں

سائبر پلس جنگ!

امیر سے ملاقات (31)

اسرائیل کا لبنان پر سائبر حملہ

نظام تعلیم اور تعلیمی نصاب

استغفار: گناہوں کا تریاق

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1103

آخرت میں گمراہوں کی حسرت

سُورۃُ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:64 تا 66

وَ قِیۡلَ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ فَدَعَوۡہُمۡ فَلَمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَہُمۡ وَ رَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ لَوۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَ یَوۡمَ
یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِیَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ یَوۡمَئِذٍ فَہُمۡ لَا یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾

آیت ۶۴: ﴿وَقِیۡلَ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ﴾ ’’اوران سے کہا جائے گا کہ اب تم پکاروا پنے شریکوں کو‘‘

﴿فَدَعَوۡہُمۡ فَلَمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَہُمۡ﴾ ’’تو وہ انہیں پکاریں گے‘ لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے‘‘

﴿وَرَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ﴾ ’’اور وہ دیکھ لیں گے عذاب کو۔‘‘

﴿لَوۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۶۴﴾﴾ ’’کاش وہ ہدایت پائے ہوئے ہوتے!‘‘

آیت ۶۵: ﴿وَیَوۡمَ یُنَادِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۶۵﴾﴾ ’’اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور پوچھے گا کہ تم لوگوں نے کیا جواب دیا تھا رسولوں کو؟‘‘

آیت ۶۶: ﴿فَعَمِیَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ یَوۡمَئِذٍ فَہُمۡ لَا یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾﴾ ’’تو اندھی ہو جائیں گی ان پر تمام خبریں اُس دن‘ پھر وہ ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہیں سکیں گے۔‘‘

حق اس طرح واضح ہو کر ان کے سامنے آ جائے گا کہ اس کے جواب میں وہ کچھ بھی نہیں بول سکیں گے۔ ظاہر ہے زندگی بھر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اور انبیاء ورسلؑ کے ساتھ استہزاء وتمسخر کرتے رہے تھے۔ چنانچہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ جو رسول تمہاری طرف بھیجے گئے تھے انہیں تم نے کیا جواب دیا تھا تو اُس وقت ان کو کوئی جواب نہیں سوجھے گا۔

درس حدیث

پانچ قیمتی نصیحتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلَ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمَ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ)) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ: ((اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کون ایسا شخص ہے جو مجھ سے ان کلمات کو سن کر ان پر عمل کرے یا ایسے شخص کو سکھلائے جو ان پر عمل کرے‘‘ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں ایسا کروں گا، تو رسول اکرم ﷺ نے ان پانچ باتوں کو گن کر بتلایا:

* تم حرام چیزوں سے بچو، سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاؤ گے۔ * اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو، سب لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے۔
* اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو، پکے سچے مومن رہو گے۔ * دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، سچے مسلمان ہو جاؤ گے۔
* زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 ربیع الاوّل تا 3 ربیع الثانی 1446ھ جلد 33
یکم تا 7 اکتوبر 2024ء شمارہ 38

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

مجلسِ ادارت: ٭ رضاء الحق ٭ فرید اللہ مروت ٭ وسیم احمد باجوہ ٭ محمد رفیق چودھری

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سائبر پلس جنگ!

دشمن اگر غیرت مند اور با اصول ہو تو یہ اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ اُس کی طرف سے کوئی اوچھا وار نہیں آئے گا اور اُس سے جنگ محض میدان کارزار ہی میں ہوگی۔ اس کے برعکس اگر دشمن مکار، گھٹیا اور صہیونی ہو تو یہ سوچنا بھی محال ہے کہ وہ کسی قانون اور اخلاقی ضابطہ کو خاطر میں لائے گا۔ یہود کی طرف سے مسلط کی گئی جنگوں کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انہیں جب بھی اور جہاں بھی کہیں بظاہر کامیابی ملی، گھٹیا اور اوچھے ہتھکنڈوں کے سبب ہی ملی۔ اسلامی تاریخ کی بات کریں تو یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر نے آپ ﷺ کو دھوکے سے اپنے ہاں بلا کر پتھر گرانے کی بظاہر فول پروف سازش کی مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آجانے کے باعث وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ نور الدین زنگی کے دور میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے جسد مبارک کو قبر مبارک سے نکال کر مسلمانوں کو کمزور کرنے کی ناپاک جسارت کی مگر تب بھی یہ ناکام ہوئے۔ پھر صلاح الدین ایوبی جب بیت المقدس کی آزادی کے لیے سر پر کفن باندھ کر نکلے تو انہیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش میں جس طرح عورتوں اور منشیات کا استعمال کیا گیا، تاریخ میں شاید اس کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام چالوں کو ناکام بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ موخر الذکر دونوں مثالیں ان ادوار کی ہیں جب مسلمان بہرحال ابھی تک کسی بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے متمنی تھے۔ بڑی حد تک متحد تھے اور وہ معتدبہ تعداد میں ایک امیر کے تابع تھے۔ لہٰذا صہیونیوں کا کوئی بھی وار کارگر نہ ہو سکا۔ مگر دورِ جدید میں جب مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا اور وہ منتشر ہو گئے تو صہیونی اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ بہرحال دوسری جنگ عظیم کے خاتمے سے تقریباً متصل اسرائیل کی ناجائز ریاست کے قیام کے بعد صہیونیوں کا بدبودار جنگی کردار کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ جون 1967ء کے پہلے ہفتے میں اسرائیل نے کسی نوٹس کے بغیر ہی مصر پر حملہ کر دیا۔ مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم، غزہ، شام میں گولان کی پہاڑیاں مسلمانوں سے چھن گئیں۔ جزیرہ نمائے سینا کے ایک لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد علاقہ پر بھی اسرائیل نے قبضہ کر لیا، نہر سوئز بند ہو گئی اور مصر جزیرہ نمائے سینا کے تیل کے چشموں سے محروم ہو گیا۔ مصر جو اس سے قبل مسلم دنیا میں کسی حد تک قائدانہ کردار ادا کر رہا تھا یکسر بجھ کر رہ گیا۔ بے شک اس جنگ سے بظاہر اور بڑا فائدہ تو امریکہ کو ہی ہوا مگر اسرائیل نے جس طرح مہرے کی حیثیت سے کیمپ ڈیوڈ اور بعد ازاں اوسلو معاہدوں میں اپنی قیمت لگوائی، اُس نے شرقِ وسطیٰ کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔ اس کے بعد 80ء کی دہائی میں عراق کے نیوکلیئر پلانٹ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر کے دنیا کو اپنے سازشی وجود کا ایک اور نظارہ دکھایا۔ 2010ء میں اسرائیلی حکومت سے منسلک ہیکرز نے کمپیوٹر وائرس سٹکسنیٹ کے ذریعے ایرانی جوہری سینٹری فیوجز میں خلل ڈال کر تباہی مچا دی۔ تین سال قبل وسطی ایران میں واقع زیرِ زمین جوہری تنصیبات کو ایک اور تباہ کن سائبر حملے سے نقصان پہنچایا۔

اسرائیل کی ایسی کارروائیوں پر مسلم دنیا سے کم جبکہ غیر مسلم دنیا سے زیادہ صدائے احتجاج بلند ہوتی رہی ہے مگر اسرائیل نے کبھی کسی بھی احتجاج کی پروا نہیں کی اور اپنی دہشت گردی دنیا بھر میں پھیلاتا چلا آ رہا ہے۔ ناجائز صہیونی ریاست نے 7 اکتوبر 2023ء کے بعد جس درندگی کا آغاز کیا تھا اُس کو ایک برس پورا ہونے کو ہے۔ ایک سال سے غزہ پر اسرائیل کی مسلسل وحشیانہ بمباری جاری ہے جس سے تقریباً 43 ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور 95 ہزار سے زائد زخمی ہیں۔ شہداء کی اکثریت عورتوں اور بچوں پر مشتمل ہے۔ غزہ کے 85 فیصد گھروں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور تقریباً تمام ہسپتالوں، سکولوں اور پناہ گزین کیمپوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق غزہ کے 20 لاکھ مسلمان یعنی آبادی کا تقریباً 95 فیصد حصہ کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ خوراک، پانی، ادویات اور دیگر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی شدید ترین قلت ہے۔ 15 لاکھ سے زائد افراد امراض اور فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ اسی دوران اسمٰعیل ہنیہ سمیت حماس کے کئی رہنماؤں کو بھی شہید کیا جا چکا ہے۔

اب مسلمان بلکہ انسانیت دشمن صہیونی درندہ اسرائیل جنگ کے دائرہ کو پھیلا کر پوری دنیا کا امن و امان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ حال ہی میں لبنان کے دارالحکومت بیروت میں مجاہدین کے زیرِ استعمال پیجرز اور واکی ٹاکی دھماکوں سے پھٹنے لگے۔ مسلسل دو دن ہزاروں پیجرز اور واکی ٹاکی سمیت دیگر مواصلاتی اور برقی آلات کو تباہ کر کے جس سائبر دہشت گردی کا ارتکاب کیا گیا اس میں درجنوں افراد شہید اور ہزاروں زخمی ہو گئے۔ انٹرنیشنل میڈیا نے اسرائیل کی اس کارروائی کو ”سائبر پلس حملے“ کا عنوان دیا ہے۔ اس کارروائی اور عنوان میں مطابقت پر تو بات ہو سکتی ہے مگر جس نتیجہ پر بھی پہنچیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسرائیل نے اوچھا وار کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمن اور اتحادی دونوں افواج نے جنگ سے متاثرہ خاندانوں کے کیمپس کے آس پاس فضا

سے ایسے بم پھینکے جو بظاہر بہت خوبصورت کھلونے تھے، بچوں نے لاعلمی میں اُن کھلونوں کو اُٹھا کر اُن سے کھیلنا شروع کیا تو وہ دھماکے سے پھٹ گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر بڑی طاقتوں کے کسی ناپسندیدہ ملک نے اس نوعیت کی بہیمانہ دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہوتا تو ساری دنیا مل کر اُس پر پل پڑتی اور اُس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی۔ لیکن اسرائیل کو امریکہ، مغربی یورپ کے اکثر ممالک اور بھارت جیسی طاقتوں کی مکمل پشت پناہی بلکہ معاونت حاصل ہے لہٰذا اُس کی ریاستی دہشت گردی اور فلسطینی مسلمانوں کے قتلِ عام پر معدودے چند آوازیں بلند ہوئیں، کچھ ممالک اور عالمی اداروں کی جانب سے مذمتی بیانات سامنے آئے لیکن کوئی اسرائیلی درندگی کو روکنے کے لیے عملی اقدامات کرنے کو تیار نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان سائبر حملوں سے ٹیکنالوجی کے میدان میں اسرائیل کی بعض ایسی تیاریوں کی نشاندہی ضرور ہوگئی ہے جن کا اظہار اسرائیل کے آرمی چیف لیفٹیننٹ جنرل ہرزی نے کچھ عرصہ قبل نئے آپریشنل منصوبوں کی منظوری دیتے ہوئے کیا تھا۔ صہیونی جرنیل کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس بہت سی صلاحیتیں ہیں جنہیں ہم نے ابھی تک استعمال نہیں کیا لیکن جلد دنیا ہماری جنگی صلاحیت کو دیکھ لے گی۔ دشمن کیونکہ مکار، گھٹیا اور صہیونی ہے اس لیے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل میں اسرائیل اسی قسم کے انسانیت سوز ہتھکنڈے اپنے ہر حریف فرد، گروہ اور ملک کے خلاف استعمال کرے گا۔ سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس میں روسی اور چینی مندوبین نے بالکل درست کہا کہ لبنان میں جنگ کا آغاز بڑی جنگ کی طرف لے کر جائے گا اور اس کے ذمہ دار صرف اسرائیل اور امریکہ ہوں گے۔

ہم قارئین کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ لبنان میں اسرائیلی سائبر دہشت گردی سے چند روز قبل اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کی جانب سے پیش کی گئی ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں اسرائیل سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ 12 ماہ کے اندر مقبوضہ فلسطینی علاقوں سے اپنی غیر قانونی موجودگی ختم کرے۔ قرارداد میں فلسطینی علاقوں سے اسرائیلی افواج کے انخلاء، صہیونی آبادکاروں کے لیے نئی بستیوں کی تعمیر کو روکنے، غصب شدہ اراضی اور املاک کی واپسی اور بے گھر فلسطینیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ قرارداد 14 کے مقابلے میں 124 ووٹوں سے کامیاب ہوئی۔ 43 ممالک نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ لبنان سائبر حملے کر کے اسرائیل نے اس قرارداد کے حامی تمام ممالک کو ایک وارننگ بھی دی ہے کہ اچھی طرح جان لو، میرے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو ایسا حشر ہوگا۔ سائبر حملہ کی گونج ابھی تھمی بھی نہ تھی کہ اسرائیل نے لبنان پر فضائی حملے بھی شروع کر دیے۔ کئی دہائیوں میں صہیونیوں کے لبنان پر سب سے بڑے حملہ میں پہلے ہی دن تقریباً 500 مسلمان شہید کر دیئے گئے جس میں 25 بچے تھے۔ لبنان پر جاری اسرائیلی حملوں سے واضح ہو چکا ہے کہ اسرائیل اب دنیا کو ایک بڑی جنگ کی طرف ہانک رہا ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مغربی قوتوں کی پون صدی کی غیر مشروط پشت پناہی کے باعث آج اسرائیل جدید ٹیکنالوجی اور عسکری اعتبار سے نہتے فلسطینیوں، اپنے عرب پڑوسیوں بلکہ اکثر ترقی یافتہ ممالک سے بھی بہت آگے نکل چکا ہے۔ اس کا فوری اگلا ہدف یقیناً پڑوسی عرب ممالک ہی ہوں گے۔ یہ بات بھی اب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ اقوامِ متحدہ اور اُس جیسی دیگر عالمی تنظیم و ادارے اپنی رہی سہی ساکھ اور افادیت بھی کھو چکے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب مسلمان ممالک کا اتحاد و اتفاق ناگزیر ہو چکا ہے اور دروں بینی سے معاملات کا جائزہ لینے اور جوابی لائحہ عمل بنانے کی اشد ضرورت ہے، عرب ممالک کی بزدلی اور کم ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اسرائیلی مظالم کے خلاف کھل کر آواز بلند کرنے کو بھی تیار نہیں چہ جائیکہ متحد ہو کر اس کے خلاف کسی عملی قدم کا بھی سوچیں۔ ان کی مثال اس شترمرغ کی سی ہے جو دشمن کو آتا دیکھ کر سر ریت میں دھنسا لیتا ہے کہ شاید ایسے دشمن کا وجود ختم ہو جائے!

پاکستان کی بات کریں تو قائداعظم نے اول روز سے ہی قوم کو خبردار کر دیا تھا کہ "اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے"۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ پڑوس میں بھارت اور فاصلہ پر اسرائیل نہ صرف مملکتِ خداداد کے ازلی دشمن ہیں بلکہ اس کے خلاف فطری اتحادی ہیں۔ پاکستان کے خلاف مذموم عزائم کے حوالے سے یہود و ہنود میں گہری مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسرائیل کے پہلے وزیراعظم بن گوریان نے 1967ء کی جنگ میں فتح کے بعد پیرس میں جشن کے دوران صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ بین الاقوامی صہیونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ پاکستان ہمارا اصلی اور حقیقی نظریاتی حریف ہے۔ بن گوریان کا کہنا تھا کہ بھارت سے دوستی اسرائیل کے لیے نہ صرف مفید بلکہ ضروری ہے۔ اسرائیل کو اس تاریخی عناد سے فائدہ اُٹھانا چاہیے جو بھارت کا انتہا پسند ہندو پاکستان اور اس میں رہنے والے مسلمانوں کے خلاف رکھتا ہے۔ پھر بھارت اور اسرائیل کے تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔ اسی طرح کی مشابہت اسرائیل اور بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ اگر نیتن یاہو نے گزشتہ برس اقوامِ متحدہ میں تقریر کے بعد X (سابقہ ٹویٹر) پر گریٹر اسرائیل کا نقشہ پیش کیا تھا جو یہودیوں کا دیرینہ خواب ہے تو ہندوؤں کے ہاں بھی گریٹر انڈیا کا خواب ہے اور اپنے ان توسیع پسندانہ عزائم کو بھارتی پارلیمنٹ کی نئی عمارت میں دیوار پر لگے نقشے کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال کو بھارت کے اندر ضم کر کے دکھایا گیا ہے۔ اسرائیل اور بھارت دونوں مسلم کش پالیسیاں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ بھارت اور اسرائیل دونوں کا اصل نشانہ پاکستان ہے اور اس میں خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی دانت نکالنا ان کی ترجیح اول ہے جس کے لیے کئی بار کوشش بھی کی جاچکی ہے لیکن ہر بار غیبی مدد سے پاکستان محفوظ رہا۔ پھر یہ کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو کمزور کرنے کے لیے اپنے ہرکاروں کے ذریعے آئین سے اسلامی شقوں کو نکالنے کی بھی کوشش جاری رہتی ہے۔

ان حالات میں جب کہ "تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں" کے مصداق دشمن تاک لگا کر بیٹھا ہے، آنے والے واقعات کی پیش بینی کر کے اس حوالے سے مؤثر پیش بندی نہ کرنا بلی کو دیکھ کر کبوتر کا آنکھیں بند کر لینے کے مترادف ہوگا۔ اس لیے "اپنی خودی پہچان او غافل مسلمانِ پاکستان" کے مصداق یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنا فرض پورا کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری جس کا علاج نہ اتارا ہو۔ کون نہیں جانتا کہ اس دنیا کو جب اسرائیل کی بیماری لاحق ہوئی تو اُس کے علاج یعنی پاکستان کو قائم ہوئے 9 ماہ ہو چکے تھے۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان ایک ایٹمی قوت بھی بن گیا۔ لہٰذا فطری طور پر امتِ مسلمہ میں اسلامی ایٹمی پاکستان ہی کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے اسرائیل کا ہاتھ روکے۔ ہم یہ نہ بھولیں کہ احادیث میں یہ خوش خبری موجود ہے کہ "کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو مہدی کی حکومت کے لیے راستہ ہموار کریں گے۔" (سنن ابن ماجہ) اور "خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے۔ ان جھنڈوں کا کوئی طاقت مقابلہ نہ کر سکے گی۔ یہاں تک کہ ایلیا (القدس، یروشلم) میں (فتح ہونے پر) یہ گاڑ دیے جائیں گے۔" (جامع ترمذی و مسند احمد)

آج ہمارا سب سے بڑا جرم دینِ اسلام سے بے وفائی کرتے ہوئے اس کو نافذ و غالب کرنے کی جدوجہد کو پسِ پشت ڈالنا ہے۔ سچ پوچھیں تو جہاں اس وقت اہلیانِ بیت المقدس سخت امتحان سے گزر رہے ہیں تو اُس سے بڑا امتحان باقی امتِ مسلمہ کا بالعموم اور اہلِ پاکستان کا بالخصوص اپنی جگہ جاری ہے۔ پاکستان کو مستقبل کے عالمی منظرنامہ پر فعال کردار ادا کرنے کے لیے حقیقی معنوں میں اسلامی ایٹمی پاکستان بننا ہوگا۔ لہٰذا "The best defense is a good offense" کے مصداق ہمارے بچاؤ کا واحد، پہلا اور آخری حل یہی ہے کہ یہاں اسلام کا نظامِ خلافت قائم و نافذ کیا جائے جو پوری دنیا کے لیے لائٹ ہاؤس کا کام کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں، مقتدر حلقوں اور عوام کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

* ہم اہلِ پاکستان کے کندھوں پر بڑا قرض ہے کہ اس ملک کو اللہ تعالیٰ کے نام پر لیا لیکن اللہ کے دین کو نافذ نہیں کر سکے

* ہم سمجھتے ہیں کہ پُر امن، منظم اور غیر مسلح تحریک سے نظام کی تبدیلی ممکن ہے

* اقرار باللسان کے لحاظ سے تو ہم سب مسلمان ہیں، الحمد للہ لیکن تصدیق بالقلب کے لحاظ سے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے

* اگر اللہ کا تقویٰ دل میں ہو تو روزِ قیامت جوابدہی کا احساس بھی دل میں ہوگا اور خانگی معاملات ٹھیک رہیں گے

* نکاح کے بعد میاں بیوی میں مسلسل دوری ہمارے دین کے مزاج کے خلاف ہے

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: میرے والدین کئی کئی مہینے آپس میں بات چیت نہیں کرتے۔ کیا اسلامی احکام کے مطابق ایسی حالت میں انہیں اکٹھے رہنے کی اجازت ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اللہ کا دین میاں بیوی کا جو مزاج بنانا چاہتا ہے اس کے لیے قرآن حکیم میں لباس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انسان کے وجود کے قُریب ترین چیز لباس ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے رشتے میں ایسا ہی قرب قلبی اعتبار سے بھی مطلوب ہے، فکری اعتبار سے بھی مطلوب ہے اور حقِ زوجیت کے دیگر تمام گوشوں کے اعتبار سے بھی مطلوب ہے۔ یہ معاملہ فطری اعتبار سے بھی درست نہیں ہے کہ میاں بیوی کئی کئی مہینوں تک آپس میں بات چیت بھی نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں باقاعدہ قانون بنا دیا گیا تھا کہ وہ فوجی جو جنگ کے لیے گھر سے دور گئے ہوئے ہیں انہیں چار مہینے بعد لازماً رخصت دینی ہے تاکہ گھر واپس جا سکیں۔ یہاں تک کہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہمارے سامنے رہے۔ آپ ﷺ ہر سفر میں ایک زوجہ محترمہ کو اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ لیکن ہمارے ہاں جو لوگ بیرون ممالک جاتے ہیں ان میں سے اکثر سال دو سال بعد گھر واپس آتے ہیں۔ یہ غیر فطری بات ہے۔ بالغ افراد کے لیے بے نکاحی زندگی گزارنا بھی غیر فطری ہے لیکن نکاح کرنے کے بعد بھی سالہا سال دوری کا معاملہ ہو تو یہ دین فطرت کے عین خلاف ہے۔ انسان کے ایک فطری تقاضے کی تکمیل کے لیے نکاح کا پاکیزہ بندھن عطا کیا گیا لیکن اس سے آگے بڑھ کر نکاح کے کچھ دیگر تقاضے بھی ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے بھی، قلبی اعتبار سے بھی، فکری اعتبار سے بھی اور دنیوی معاملات میں بھی نکاح کے بعد ایک دوسرے کا سہارا بننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں ایک دوسرے کا ہمدرد اور غم خوار بننا ہوتا ہے۔ لہٰذا نکاح کے بعد مسلسل دوری ہمارے دین کے مزاج کے خلاف ہے۔ دین چاہتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان مضبوط تعلق ہو تاکہ اولاد کی اچھی تربیت ممکن ہو سکے۔ پھر بحیثیت مسلمان ہمارا ویژن تو بہت

مرتب: ابو ابراہیم

بڑا ہے۔ ہمارے مدنظر آخرت کی دائمی زندگی ہے۔ کیا ہم اپنی فیملی کو اپنے ساتھ جنت میں دیکھنا چاہتے ہیں یا نہیں دیکھنا چاہتے؟ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے بھی اُن کی پیروی کی ایمان کے ساتھ' ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اُس اولاد کو' اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی کمی نہیں کریں گے۔'' (الطور: 21)

اتنا بڑا وژن اگر سامنے ہو تو پھر میاں بیوی کے تعلقات بھی خوشگوار ہوں گے، اولاد کی تربیت بھی اچھی ہوگی، گھر میں سکون کا ماحول بھی ہوگا۔ یہ سارے تقاضے تو دور بیٹھے بیٹھے پورے نہیں کیے جا سکتے۔ دین میاں بیوی میں دوری اور علیحدگی پسند نہیں کرتا۔ طلاق کو بھی حلال چیزوں میں ناپسندیدہ ترین قرار دیا گیا ہے۔ اس کی گنجائش صرف اس لیے رکھی گئی ہے کہ بالفرض اگر ساتھ رہنے کی تمام تر کوششوں کے باوجود بھی ساتھ رہنے کی کوئی صورت نہیں بنتی تو پھر طلاق مجبوری ہے، لیکن اس سے قبل شریعت نے کئی تقاضے رکھے ہیں۔ قرآن کریم اس حوالے سے لائحہ عمل عطا کرتا ہے (النساء: 34، 35) جس کے تین درجات بتائے گئے۔ سب سے پہلے گھر کے معاملے کو گھر میں ہی سلجھانے کی کوشش کی جائے۔ گھر میں معاملہ نہ سلجھ سکے تو پھر ایک معتبر اور سمجھدار شخص شوہر کے خاندان سے لیا جائے اور ایک بیوی کے خاندان سے لیا جائے اور وہ بیٹھ کر معاملہ حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر بھی معاملہ حل نہیں ہوتا تو آخری درجے میں پھر طلاق ہے لیکن طلاق سے پہلے اگر اولاد جوان ہے تو وہ بھی کوشش کرے، خاندان کے بڑے بھی کوشش کریں کہ صلح ہو جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ میاں بیوی میں ناچاقی ختم کروانے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت بھی ہے کہ اگر کہیں میاں بیوی میں دوری پیدا ہو رہی ہے تو اس کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

سوال: ایسے میاں بیوی کو آخرت کے حوالے سے آپ کیا مشورہ دینا چاہیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بطور امتحان عطا کی ہے۔ اچھے برے حالات، یہ سب آزمائشیں ہیں۔ لہٰذا جس اللہ کا نام لے کر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے نام کی اگر لاج رکھ لی جائے تو زندگی کے سارے معاملات درست ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نکاح کے خطبے کے موقع پر چار آیات خاص طور پر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ان چاروں آیات (آل عمران: 102، سورۃ النساء: 01، سورۃ الاحزاب: 70، 71) میں خاص طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا اگر اللہ کا تقویٰ دل میں ہو تو روزِ قیامت جوابدہی کا احساس بھی دل میں ہوگا اور معاملات بھی ٹھیک ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اتقو اللہ فی النساء)) ''عورتوں کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا۔''

جس اللہ کا نام لے کر تم نے اپنی بیویوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے وہی تم سے روزِ قیامت ان کے بارے میں پوچھے گا بھی۔ بیوی سے بھی شوہر کے حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر آخرت کی یہ جوابدہی مدنظر ہو تو سارے معاملات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یوں بھی فرمایا: تم میں سے کوئی شوہر اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی کوئی ایک ادا پسند نہیں آ رہی تو تلاش کر لے، کوئی دوسری ادا ضرور پسند آ جائے گی۔ یعنی حضور ﷺ خوبیاں تلاش کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح بیویوں سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس بیوی کا شوہر اُس سے راضی ہو جائے اُسے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اختیار دے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتی گھرانے کے لیے جو کچھ تیار کر رکھا ہے اُس کا اگر معمولی سا تصور بھی انسان کے ذہن میں آ جائے تو انسان دنیا میں ہر قسم کا کڑوا گھونٹ پینے کو تیار ہو جائے گا۔ ایک مسلمان کی خواہش ہونی چاہیے کہ اس کی بیوی، اس کی اولاد جنت میں اس کے ساتھ ہو۔ اس بات کو سامنے رکھ کر اگر ہم معاملات کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ وہ ضرور حل ہوں گے۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ شیطان کا پسندیدہ ترین مشن میاں بیوی میں جدائی ڈالنا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں رحمان کی ماننی ہے یا شیطان کی۔ بحیثیت مسلمان ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ میاں بیوی کے درمیان صلح کروائیں، انہیں آخرت کے حوالے سے توجہ دلائیں۔ اللہ سے ان کے لیے دعا بھی کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شوہر اور بیوی کے درمیان صلح کرانے کے لیے اگر (کچھ) مبالغہ آرائی کرنا پڑے تو کر لو۔ یہ اس قدر اہم معاملہ ہے۔

سوال: ایسے والدین کے بچوں کے لیے آپ کیا نصیحت کریں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: بعض رشتے بندہ اپنے اختیار سے بناتا ہے۔ جیسے نکاح کے معاملے میں گنجائش ہے کہ حرمت والے رشتوں سے باہر جو عورت پسند ہے اس سے نکاح کر لو لیکن والدین کے گھر بچے اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتے۔ والدین کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ ہمارے والدین ہماری جنت بھی ہیں اور ہماری جہنم بھی ہو سکتے ہیں (اللہ محفوظ رکھے)۔ اگر ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو وہ ہمارے لیے جنت کا ذریعہ بن جائیں گے۔ پھر کون نہیں چاہے گا کہ اس کے والدین جنت میں بھی اس کے ساتھ ہوں۔ لہٰذا اولاد اگر بالغ ہے تو اس کو چاہیے کہ ہر ممکن کوشش کر کے والدین میں صلح کروائے۔ ان کے لیے اللہ سے دعا بھی کریں کیونکہ حدیث ہے کہ بندے کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، وہ جب چاہے کسی طرف پھیر دے۔

سوال: اسلام کا پیش کردہ نظام ہر لحاظ سے بہترین ہے، عدل و انصاف، چادر چار دیواری کی عصمت، ہر شخص کے ہر طرح کے انفرادی اور اجتماعی حقوق اس میں محفوظ ہیں، سیاسی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے بھی قابل قبول ہے، پھر بھی اکثریت اس کے خلاف کیوں نظر آتی ہے؟
(شوکت الرحمان، لاہور)

یہ اسلامی نظام ہی تھا جس میں خلیفہ وقت کا خطبہ روک کر پہلے اس کے لباس کے بارے میں پوچھا جاتا تھا کہ آپ کا لباس کہاں سے آیا؟

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری عظیم اکثریت کے سامنے اسلام کی بنیادی تعلیمات تو ہیں مگر اسلامی نظام کی برکات اور خوبیوں سے اکثر لوگ لاعلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور اگر انہوں نے قائم کیا ہوتا تورات کو اور انجیل کو اور اس کو جو کچھ نازل کیا گیا تھا ان پر ان کے رب کی طرف سے' تو یہ کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی۔'' (المائدہ:66)

ہمارا حال یہ ہے کہ ہماری عظیم اکثریت نے قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہی نہیں۔ مختلف فورمز پر ہم نے تجزیے کروائے تو معلوم ہوا کہ صرف ایک یا دو فیصد لوگ ہوں گے جنہوں نے زندگی میں ترجمہ کے ساتھ مکمل قرآن پڑھا یا سنا ہوگا اور ترجمہ کافی نہیں تشریح کی ضرورت بھی ہے۔ لہٰذا ایک تو لاعلمی کا پہلو بھی ہے جس میں ہمارا اپنا قصور ہے۔ دوسرا شیطان نے بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم اُٹھائی تھی کہ میں تیرے بندوں کی اکثریت کو گمراہ کروں گا اور تو ان کو اپنا شکرگزار نہیں پائے گا۔ لہٰذا آج شیطانی حملوں کی بھی بھرمار ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ میں تم پر فتنوں کو اس طرح برستے ہوئے دیکھ رہا ہوں جیسے موسلا دھار بارش ہو اور ہر آنے والا دن پچھلے دن سے زیادہ پُرفتن ہوگا۔ اگلی بات یہ ہے کہ اقرار باللسان کے لحاظ سے تو ہم سب مسلمان ہیں الحمدللہ! لیکن تصدیق بالقلب کے لحاظ سے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ باقی احکامات تو ایک طرف، صرف نماز کا معاملہ ہی دیکھ لیں، کتنے فیصد لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان میں سے بھی کتنے فیصد مساجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ پھر فجر اور عشاء کی نماز میں کتنے ہوتے ہیں؟ یہ ہماری کیفیت ہے کہ ماں کی گود میں کلمہ مل گیا ہے مگر دل میں یقین والا ایمان نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم ایمان والوں سے بھی کہتا ہے:

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر' اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔'' (النساء:136)

یعنی وہ ایمان جو تمہاری زبان تک محدود ہے تمہارے دل میں اُترے گا تو تمہارا عمل ثبوت پیش کرے گا۔ اسی طرح ایک اور پہلو ڈاکٹر اسرار احمدؒ واضح کرتے تھے کہ آج اکثریت کے نزدیک دین محض انفرادی سطح پر چند عبادات کا مجموعہ ہے جبکہ اجتماعی سطح پر دین کی برکات اور اس کے ثمرات سے اکثریت لاعلم ہے۔ زیادہ سے زیادہ شرعی سزاؤں کا تصور ذہن میں آتا ہے کہ ہاتھ کٹیں گے، گردنیں اُڑیں گی، کوڑے لگیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! لیکن جس عدل اجتماعی کی بات ہمارا دین کرتا ہے، کفالت عامہ کا جو تصور عطا کرتا ہے، احتساب کا جو نظام عطا کرتا ہے، وہ اکثریت کے ذہنوں سے مفقود ہے۔ یہ اسلامی نظام ہی تھا جس میں خلیفہ وقت کا خطبہ روک کر پہلے اس کے لباس کے بارے میں پوچھا جاتا تھا کہ یہ لباس کہاں سے آیا؟ پھر یہ کہ اسلامی نظام میں لوگوں کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری ریاست لیتی ہے۔ دین کے اجتماعی نظام کی یہ خوبصورتی بیان کرنے میں ہمارے دینی طبقات کے ہاں بھی کوتاہی کا معاملہ رہا ہے۔ پھر دین کو نافذ کر کے اس کا یہ روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کے معاملے میں بھی کوتاہی رہی۔ یہ سارے فتنے اور ہماری تمام کمزوریاں اپنی جگہ لیکن اللہ کا دین مکمل نظامِ حیات ہے، زندگی کے تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے، اس پر یقین کر کے اس کا علم حاصل کرنا، اس پر عمل پیرا ہونا، قرآن و سنت کی پیروی کرنا اور دینی اجتماعیت اختیار کر کے

اس کے نفاذ کی جدوجہد میں حصہ لینا، ہر مسلمان کے فرائض میں شامل ہے۔

سوال: میں دسویں جماعت کا طالب علم ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ میں پاکستان ہجرت نہیں کر پاؤں گا لیکن بھارت میں رہتے ہوئے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرلوں تو اس کی کیسے مدد کر پاؤں گا۔ میری موجودہ زندگی کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟ (زید احمد، نیو دہلی، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہندوستان کے بھائیوں کی طرف سے سوالات ہمارے لیے تقویت کا باعث ہیں اور ہم ان کے لیے دعاگو بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی معاملات کو آسان فرمائے۔ بڑا قرض تو ہم اہل پاکستان کے کندھوں پر ہے کہ جنہوں نے اس مملکت خداداد کو اللہ تعالیٰ کے نام پر لیا لیکن آج تک اللہ کے دین کو نافذ کر کے دنیا کے سامنے دکھا نہ سکے۔ جہاں تک ہجرت کا معاملہ ہے تو ایک بات ہم سب کو یاد رکھنی چاہیے کہ ایک ہجرت تو ہر وقت کرنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! سب سے افضل ہجرت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ بات ترک کر دو جو تمہارے رب کو ناپسند ہے۔''

حدیث میں ایسے سات قسم کے افراد کا ذکر آتا ہے کہ وہ روزِ محشر اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے، ان میں سے ایک وہ فرد ہوگا جس نے جوانی کے عالم میں اللہ کی عبادت کی ہوگی کیونکہ جوانی میں بگڑنے کے زیادہ مواقع، اسباب اور امکانات ہوتے ہیں۔ اس عمر میں اللہ کی طرف رجوع کرنا بڑی سعادت کی بات ہے۔ زید صاحب اس حوالے سے خوش بخت ہوں گے کہ اگر ان معنوں میں وہ ہجرت کریں، تقویٰ اختیار کریں تو ان کے لیے عظیم خوشخبری ہے۔ جہاں تک تنظیم اسلامی میں شمولیت کا تعلق ہے تو تنظیم اولاً پاکستان میں جدوجہد کررہی ہے۔ بھارت کے مسلمانوں کے لیے ہماری گزارش یہ ہے کہ وہ اپنے قرب و جوار میں دیکھیں کوئی ایسی دینی اجتماعیت ہو جو دعوت دین کا کام کررہی ہو، قرآن کی تعلیم کو عام کررہی ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو ادا کرنے کی کوشش کررہی ہو تو اس میں شامل ہو جائیں۔ زندگی کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے؟ اس حوالے سے سورۃ العصر میں پورا لائحہ عمل دے دیا گیا ہے۔

''زمانے کی قسم ہے۔ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور اُنہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

ان چار شرائط پر جو استقامت دکھائے گا، وہی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ سب سے پہلے یقین والا ایمان ہونا چاہیے اور عمل سے اُس کا ثبوت بھی پیش ہورہا ہے۔ اعمال صالح میں صرف عبادات ہی نہیں بلکہ اللہ اور اللہ کی مخلوق سے متعلق تمام حقوق و فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ بیٹا، بھائی، شوہر، والد غرض ہر حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں ادا کرنا،

اسلامی نظام میں لوگوں کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری ریاست لیتی ہے۔ ہمارا دین عدل اجتماعی، کفالت عامہ اور بلاامتیاز احتساب کا تصور عطا کرتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا اور پھر اس راستے میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کرنا اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرنا۔ اجتماعیت اختیار کرنے سے یہ سب مراحل آسان ہوجائیں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: جیسا کہ آپ نے خود بتایا تھا کہ نظام کی تبدیلی اے سی والے کمروں میں بیٹھ کر باتیں کرنے سے نہیں بلکہ کمفرٹ زون کو چھوڑ کر میدان عمل میں نکلنے سے ممکن ہوگی۔ آپ نظام کی تبدیلی کے لیے بیانات سے بڑھ کر رفقاء کے ساتھ سڑکوں پر کب آئیں گے؟ (محمد ذیشان، رؤف پراچہ، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: جہاں تک سڑکوں پر آنے کی بات ہے تو ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ کہیں مساجد میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے رفقاء گلی محلے میں بیٹھ کر درس قرآن دیتے ہیں۔ خود مجھے 10 سال گلی محلے میں بیٹھ کر درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہم ہر تین مہینے بعد آگاہی منکرات مہم چلاتے ہیں اور ان میں ہم گلی محلوں میں جاکر لوگوں تک آگاہی پہنچاتے ہیں، مظاہرے کرتے ہیں، ریلیاں نکالتے ہیں۔ جہاں تک نظام کی تبدیلی کی بات ہے تو اس حوالے سے تنظیم اسلامی کا منہج واضح ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں پورا طریقہ کار طے کیا ہے۔ اس موضوع پر ان کی کتابیں منہج انقلاب نبوی ﷺ اور رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب بھی موجود ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر تم بدی کو دیکھو تو اپنے ہاتھ سے بدل دو، اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے بدلو، زبان سے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو دل میں برا جانو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ فی الحال ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم برائی کو ہاتھ سے روک سکیں۔ اس لیے دوسرے درجے میں زبان سے جس حد تک ہوسکتا ہے خطبات جمعہ میں، میڈیا کے تمام ذرائع استعمال کرکے، دروس قرآن کے ذریعے، آگاہی منکرات مہمات کے ذریعے، جلوس اور ریلیاں نکال کر ہم اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے دیگر دینی اجتماعیتوں کے ساتھ مل کر بھی مشترکہ جدوجہد بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ دنوں سپریم کورٹ میں قادیانی مسئلے پر معاملہ چل رہا تھا تو دینی طبقات کی جانب سے بھی آواز اُٹھائی گئی، عوامی حلقوں، وکلاء، بار کونسلز اور پارلیمنٹ سے بھی آواز بلند ہوئی اور وہ معاملہ حل ہوگیا۔ الحمدللہ۔ اسی طرح ان شاء اللہ وہ مرحلہ بھی آئے گا جب تنظیم اسلامی کے رفقاء کی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بقول معتدبہ تعداد ہو جائے گی تو ہم باطل نظام کے خلاف تحریک کا آغاز کریں گے۔ اس کے لیے کم از کم اتنی تعداد ہونی چاہیے کہ جو مدمقابل قوتیں ہوں گی ان کو سوچنا پڑ جائے کہ کتنوں کو جیلوں میں ڈالیں گے، کتنوں کو ماریں گے۔ اس مرحلے پر ہم جان دینے کی بات کریں گے، جان لینے کی بات نہیں کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا خون اگر اس راہ میں بہا ہے، آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بہا ہے تو پھر ہماری جانیں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ لیکن اس مرحلہ تک پہنچنے کے لیے افراد کی تیاری اور ذہن سازی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے 13 برس تک کفار کے بتوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ جماعت کی تیاری میں مصروف رہے۔ جب ایک جماعت تیار ہوگئی اور اقدام کے بعد اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کردی تو پھر اُن بتوں کو توڑا گیا۔ اسی طرح ہمارے پاس بھی متعدبہ تعداد ہونی چاہیے۔ اس ضمن میں طے شدہ بات یہ ہے کہ ہم کسی ایسے منکر کے خلاف تحریک چلائیں گے جو تمام مکاتب فکر کے نزدیک متفقہ ہو اور پھر یہ تحریک نظام کی تبدیلی پر جاکر منتج ہوگی ان شاء اللہ۔ اس حوالے سے 77 سال کی تاریخ میں ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔ جیسا کہ فتنہ قادیانیت کے خلاف تمام

دینی حلقوں نے مل کر تحریک چلائی اور الحمدللہ 1974ء میں ایک قانون پاس ہوگیا۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے سب نے مل کر تحریک چلائی تو وہ بھی کامیاب ہوئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پُرامن، منظم اور غیر مسلح تحریک سے نظام کی تبدیلی ممکن ہے۔

سوال: جو لوگ سوشل میڈیا کے ذریعے کمائی کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس طرح کی کمائی سے مستفید ہونا چاہیے یا نہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ((استفت قلبک)) ''اپنے دل سے فتویٰ لو۔'' یعنی جس چیز میں شکوک وشبہات آجائیں اس سے دوری بہتر ہے۔ اس حوالے سے دو احادیث سے مزید رہنمائی ملتی ہے۔ ایک مسلم شریف میں حدیث ہے جس میں حلال وحرام چیزوں کی بھی وضاحت کردی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ مشتبہ چیزوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جو لوگ مشتبہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچائیں گے وہ اپنی عزت اور ایمان کی حفاظت کریں گے اور جو مشتبہ میں مبتلا ہو جائے گا، وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔ دوسری معروف حدیث ہے کہ جو شے تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور جو غیر مشکوک ہو اس کو اختیار کر لو۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو سوشل میڈیا کے ذریعے جو کمائی کی جاتی ہے اس میں کچھ مشتبہ چیزیں بھی ضرور آجاتی ہیں اور پھر انسان کچھ حرام چیزوں کی پروموشن کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے لہٰذا اس سے پرہیز بہتر ہے۔

سوال: میں خود تو کسی جماعت میں شامل نہیں اور باقاعدہ طور پر کوئی دینی خدمت بھی سرانجام نہیں دے رہا البتہ شوق ضرور ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب تصادم کا مرحلہ آئے گا تو کیا تنظیم کے سربراہان بھی میدان میں گولیاں کھائیں گے یا محض اس مرحلے کی کامیابی کے لیے گائیڈ لائن دیتے رہیں گے؟ (اسامہ حیدر، حویلی لکھا)

امیر تنظیم اسلامی: جب ہم منہج انقلاب نبوی ﷺ کی بات کرتے ہیں تو ظاہر ہے اللہ کے نبی ﷺ کا میدان جنگ میں خون بھی بہا ہے، آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے شہادتیں پیش کی ہیں تو ہماری کیا حیثیت ہے۔ حقیقت میں تو ہم تب قیمتی ہوں گے جب اس راہ میں ہماری جان، مال، اولاد سب کچھ قربان ہو جائے۔ ہم اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

پریس ریلیز 27 ستمبر 2024ء

سخت ترین شرائط پر سودی قرضہ کا حصول رحمت نہیں زحمت ہے

آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن قبول کرنا خود کو سامراجی قوتوں کی غلامی میں دینا ہے

شجاع الدین شیخ

سخت ترین شرائط پر سودی قرضہ کا حصول رحمت نہیں زحمت ہے۔ آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن قبول کرنا خود کو سامراجی قوتوں کی غلامی میں دینا ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتی ذرائع اور میڈیا پر اکثر تجزیہ نگار آئی ایم ایف سے 7 ارب ڈالر کے سودی قرضہ کی منظوری کو ملک کے لیے نیک شگون قرار دے رہے ہیں جبکہ ہمارے نزدیک حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان کا 7 ارب ڈالر کے سودی قرض کو حاصل کرنے کے لیے آئی ایم ایف کی سخت ترین شرائط کو بے چون وچرا تسلیم کر لینا قومی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آئی ایم ایف عالمی مالیاتی استعمار کا ایک ایسا آلہ ہے جسے مغربی ممالک ترقی پذیر ممالک کو معاشی طور پر مفلوج اور معذور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان نے آئی ایم ایف کے گزشتہ 24 پروگراموں کی وجہ سے معیشت کی مکمل تباہی اور عام آدمی کی زندگی اجیرن کرنے کے علاوہ کیا پایا ہے۔ بدقسمتی سے حکومت کے ساتھ ساتھ اسٹیبلشمنٹ اور اپوزیشن بھی اس حوالے سے ایک پیج پر ہیں۔ حکومت کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ایک ایٹمی ملک ہے جس کے باعث وہ طاغوتی قوتوں کو بُری طرح کھٹکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قطع نظر اس سے کہ آئی ایم ایف کی شرائط کس قدر سخت ہیں حقیقت یہ ہے کہ ملک کو معاشی غلامی اور عالمی مالیاتی استعمار کی جکڑ بندیوں اور سودی قرضوں کے وبال سے نجات دلانے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانا ہوں گے کیونکہ ایک اسلامی نظریاتی ریاست میں سودی قرضے کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر یہ کہ ہمارا آئین بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ جلد از جلد اللہ اور رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کو ختم کیا جائے تاکہ اللہ کی رحمتیں ہمارے ملک پر نازل ہوں۔ لہٰذا حکومت 'ریاست کو بچانے' اور 'سخت معاشی فیصلے لینے' جیسے کھوکھلے نعروں کی بجائے ملک کے معاشی نظام کو اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کرنے کی طرف فوری پیش قدمی کرے تاکہ حقیقی معاشی ترقی اور استحکام بھی حاصل ہوسکے اور عوام کی فلاح وبہبود کو بھی یقینی بنایا جاسکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم میٹرک، قد 5'.4" کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ بیٹا، عمر 32 سال، تعلیم ایف اے، قد 5'.5" کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ صوم صلوٰۃ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-6114117

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مرغزار و جوئبار

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں پانچواں مشیر ابلیسی نظام کو درپیش خطرات اور چیلنجز سے آگاہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ کمیونزم (اشتراکیت) کے نام سے جو فتنہ سر اٹھا رہا ہے اس کی ہیبت سے پہاڑ لرز رہے ہیں۔ کارل مارکس نے مزدوروں کے حقوق کے نام پر عام آدمی کو اس قدر جگا دیا ہے کہ اب وہ سرمایہ دارانہ نظام کی اینٹ سے اینٹ بجانے کو تیار ہیں۔

میرے آقا وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اے میرے آقا (ابلیس)! وہ نظام جو آپ نے صدیوں کی محنت اور عرق ریزی سے ترتیب دیا تھا اب ان نئے نظریات کی مقبولیت سے پاش پاش ہونے کو ہے۔ ان نئے تصورات سے ابلیسی نظام کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ ان چیلنجز سے کیسے نمٹا جا سکے گا، ہماری سمجھ سے تو باہر ہے، تاہم ہمیں آپ کی سیادت پر پورا بھروسا ہے کہ آپ کے ذہن رسا نے ضرور کوئی مداوا سوچ رکھا ہوگا۔

اپنے مشیروں کے تحفظات، خیالات اور تجزیے سننے کے بعد اب ابلیس مستقبل کے منظر نامے کے متعلق کھل کر اپنی ابلیسی ذہنیت کا اظہار کرتا ہے۔

ہے میرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تو بتو

اے میرے مشیرو! اس دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس سے میں بے خبر قطعاً نہیں ہوں۔ یہ مادی دنیا میرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ یہاں ایک ایک ذرے پر میری حکمرانی قائم ہے۔ میری نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اس نظامِ شمسی کے ایک ایک سیارے پر میری نظر ہے، ان پر ہونے والی ایک ایک حرکت سے میں واقف ہوں، مجھے کم تر نہ سمجھا جائے اور نہ ہی کارل مارکس کے نظریات سے مجھے کوئی پریشانی ہے۔

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو

آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگ اپنے حقوق مانگنا شروع ہو گئے اور ان کے مطالبے پر کوئی ایسا نظام قائم ہو گیا جو انسانوں کو مساوات کی بنیاد پر حقوق دینے لگے تو اس سے ہمارے ظلم و استحصال پر مبنی ابلیسی نظام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے جب میں نے اقوام مغرب کو جنگ و جدل پر آمادہ کر دیا تو حقوق، آزادی اور مساوات کے تمام دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور یہ اقوام عالم پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح جھپٹ پڑیں گے۔ شرق و غرب میں ظلم و جبر اور قتل و غارت گری کا وہ بازار گرم ہوگا کہ انسانیت شرمندہ ہو کر رہ جائے گی۔

کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو

میں نے ایک نعرۂ مستانہ لگا دیا تو کیا ایوانِ سیاست اور کیا کلیسا، سب دیوانہ وار میری آواز پر لبیک کہیں گے اور جو میں چاہوں گا وہ فساد دنیا میں پھیلائیں گے۔

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو

جو شخص سمجھتا ہے کہ ہمارا ابلیسی نظام اتنا ہی کمزور ہے کہ ہوائے زمانہ سے اس کی بنیادیں ہل جائیں گی تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ یہ کوئی شیشہ گھر نہیں ہے کہ ایک معمولی پتھر لگنے سے ڈھیر ہو جائے گا، ہم نے اس کی بنیادیں بہت سوچ سمجھ کر اور بہت گہرائی میں رکھی ہیں۔ اگر کسی کو اتنا ہی زعم ہے تو وہ اپنا زور آزما کر دیکھ لے۔

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

حاکم اور محکوم، امیر اور غریب، ظالم اور مظلوم کی تقسیم قدرت کی طرف سے ہے۔ کارل مارکس کی یہ بے وقوفی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ سب کو ایک جیسا بنا دو۔ حالانکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امیر و غریب کی تمیز سرے سے ہی ختم کر دی جائے۔ اگر سارے ہی امیر ہو جائیں تو پھر ایک دوسرے کے کام کون کرے گا؟ کوئی مزدور ہے، کوئی معمار ہے، کوئی کسان ہے، کوئی انجینئر ہے، یہ سب لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کام کرتے ہیں تو نظام چلتا ہے۔ لہٰذا یہ محتاج و غنی، مزدور و سرمایہ دار، کسان و زمیندار، امیر و غریب کا فرق قدرتی ہے، مزدک یا کارل مارکس کے فلسفوں سے یہ فرق ختم نہیں ہو سکتا۔

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کُوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مُو

کارل مارکس کے نظریات کو فالو کرنے والے انقلابی اس قدر دیوانے تھے کہ ایک مرتبہ روس کے بادشاہ نے انہیں سائبیریا کے برفانی جنگلوں میں محصور کر دیا تاکہ سردی کی شدت کو برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے نظریات سے تائب ہو جائیں لیکن ان لوگوں نے اپنے نظریات کو نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ ان کو بندوقوں کے سامنے کھڑا کیا گیا لیکن وہ تب بھی استقامت کا پہاڑ بنے رہے۔ اسی لیے ابلیس کہتا ہے کہ یہ دیوانے جو کارل مارکس کے نظریات پر اپنی جان چھڑک رہے ہیں، یہ تو اس چیز کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جو ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ مجنون ہیں۔ یہ مجھے کیا ڈرائیں گے؟ لہٰذا دوستو اور بھائیو! ابلیسی نظام کو ان نئے تصورات سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جمہوریت بھی ہمارے گھر کی لونڈی ہے اور کارل مارکس کا اشتراکی نظام تو سرے سے فطرت کے ہی خلاف ہے جو چل ہی نہیں سکتا۔ ہاں البتہ ابلیسی نظام کو اگر کہیں سے خطرہ ہے تو وہ مسلمان ہیں۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

وہ اُمت جس کے اندر اب بھی کہیں کہیں یہ آرزو موجود ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم ہونا چاہیے۔ وہ جو نظام عدل اجتماعی کی بات کرتے ہیں، ہمارے ابلیسی نظام کے لیے اصل خطرہ ہیں۔ لہٰذا کارل مارکس، مسولینی اور جمہوریت سے ساری توجہ ہٹا کر اس اُمت پر لگانی ہے کہ یہ کہیں جاگ نہ جائے۔

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

اس اُمت میں اب بھی ایسے نیک دل اور پارسا لوگ موجود ہیں جو اللہ سے اپنا تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور راتوں کو اُٹھ کر اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرتے ہیں، رو رو کر التجائیں کرتے ہیں اور اپنے عہد کو تازہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اگر ایک بار پھر منظم ہونا شروع ہو گئے تو ابلیسی نظام کے لیے بہت بڑا خطرہ بن جائیں گے۔ (جاری ہے)

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو ٹیکنالوجی ہم استعمال کر رہے ہیں اس کا کنٹرول ہمارے دشمنوں کے پاس ہے: آصف حمید

گریٹر اسرائیل کا منصوبہ دراصل دجال کی عالمی حکومت کی طرف پیش قدمی ہے، لبنان پر سائبر حملے اُسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے: رضاء الحق

لبنان پر سائبر حملہ اسرائیل کی دہشت گردی ہے اور اس سے مغرب کا دہرا معیار کھل کر سامنے آ گیا ہے: امجد علوی

اسرائیل کا لبنان پر سائبر حملہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: لبنان میں اسرائیل کی حالیہ دہشت گردی جس میں واکی ٹاکی اور پیجرز دھماکوں میں ہزاروں لبنانی زخمی اور درجنوں شہید ہوگئے، یہ کس قسم کی دہشت گردی ہے، کیا ان پیجرز اور واکی ٹاکی کے سافٹ ویئر میں تبدیلی کی گئی، بیٹریاں تبدیل کی گئیں یا کوئی منی بم رکھے گئے تھے؟

امجد علوی: درحقیقت اسرائیل جنگ میں بڑے نقصان کی وجہ سے ہیجانی کیفیت کا شکار ہو چکا ہے، اس پر اندرونی دباؤ بھی بڑھ رہا ہے اور معاشی گھیرا بھی تنگ ہو رہا ہے لہٰذا کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اب اس طرح کی حرکتوں پر اُتر آیا ہے اور مغرب کے اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کو روند رہا ہے۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسا حملہ کیا جائے تو دہشت گردی کا نام دیا جائے لیکن خود یہ اس قسم کی دہشت گردی سے عام لوگوں کا خون بہا رہے ہیں اور اس پر یہ فخر کرتے ہیں۔ اس حملے میں یا تو کسی کمرشل کمپنی کو ملوث کیا گیا ہے یا پھر راستے میں شپمنٹ روک کر بیٹریاں تبدیل کی گئی ہیں، ابھی اس کی مکمل تفصیل سامنے نہیں آئی۔ تاہم حیرت اس بات پر ہے کہ لبنانی ان پیجرز اور واکی ٹاکی کو اگر خاص مقصد کے لیے استعمال کر رہے تھے تو انہوں نے شپمنٹ لیتے وقت ان کے ہارڈ ویئرز کی جانچ پڑتال کیوں نہیں کی۔ ایک بات واضح ہے کہ یہ 100 فیصد اسرائیل کی دہشت گردی ہے اور اس سے مغرب کا دہرا معیار کھل کر سامنے آ گیا ہے۔

سوال: گزشتہ چند سالوں سے آرٹیفیشل انٹیلی جنس اور سائبر ٹیکنالوجی میں بڑی ترقی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ یہ جو حالات اس وقت ہم دنیا کے دیکھ رہے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں سائبر وار کے کن کن ذرائع سے محتاط رہنا ہوگا؟

آصف حمید: حقیقت یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے لحاظ سے ہمارا تمام تر دارومدار مغرب پر ہے۔ اب چائنا بھی کسی حد تک میدان میں ہے لیکن اس سے قبل ہمارا مکمل انحصار مغرب پر تھا اور مغرب کے ہی ایک شخص نے 1578ء میں یہ اصول متعارف کروایا تھا کہ: "All is fair in love and war." آپ دیکھ لیں اقوام متحدہ نے عالمی امن کے لیے جو اصول بنائے تھے ان کی خود امریکہ نے نائن الیون کے بعد دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں۔ بعض اوقات وہ اصول اس لیے بھی بناتے ہیں تاکہ وقت آنے پر ان کے

مرتب: محمد رفیق چودھری

تحت کسی کمزور کو تباہ کر دیا جائے۔ حالیہ واقعہ جس میں پیجرز اور واکی ٹاکی پھٹنے سے لبنانیوں کی شہادتیں ہوئی ہیں اور ہزاروں زخمی ہیں تو یہ ڈیوائسز گولڈ اپالو نامی کمپنی نے سپلائی کی تھیں اور کہا یہ جا رہا ہے کہ راستے میں کہیں سپلائی روک کر دھماکہ خیز مواد ان میں رکھا گیا اور پھر سافٹ ویئر میں کوئی ایسی تبدیلی کی گئی کہ مطلوبہ وقت پر استعمال کیا گیا تو دھماکہ ہوا اور کئی لوگوں کی جان چلی گئی یا زخمی ہوئے۔ یہ ہر لحاظ سے انسانیت کے خلاف ایک سنگین جرم ہے مگر یہود کا عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے چنیدہ لوگ ہیں جبکہ باقی لوگ انسان نما حیوان ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ جو مرضی سلوک کریں جائز ہے۔ اس مائنڈ سیٹ کے ساتھ ان کے نزدیک کسی عام انسان کو مارنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی کیڑے مکوڑے کو مار دیا۔ 7 اکتوبر کے بعد سے لے کر اب تک اسرائیل جو بھی کر رہا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان میں انسانوں کے حوالے سے کوئی رحم نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو ڈیوائسز ہیں مثلاً سمارٹ فون وغیرہ ان کی بیٹریز بھی بلاسٹ کر سکتی ہیں۔ اگر فون کو کان کے پاس رکھا ہوا ہے اور بلاسٹ کر گیا تو یقیناً وہ نقصان پہنچائے گا۔ بعض اوقات آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ فون چارجر پر لگایا یا کوئی ایسا سافٹ ویئر استعمال کیا تو فون گرم ہو جاتا ہے اور گرم ہونے کے بعد ہی کوئی چیز بلاسٹ کرتی ہے۔ لہٰذا اگر ان ڈیوائسز میں کوئی ایسا سافٹ ویئر ڈال دیا جائے یا کوئی بارودی مواد ڈال دیا جائے تو وہ تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ اسرائیل کے آرمی چیف نے بھی کہا ہے کہ ابھی صرف 2 فیصد چیزیں سامنے آئی ہیں، 98 فیصد تو دنیا نے دیکھی ہی نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل اس طرح کی دہشت گردی کی منصوبہ بندی بہت پہلے سے کر رہا تھا اور اب تک اس نے کیا کچھ نہیں بنا لیا ہو گا؟ حقیقی معنوں میں اسرائیل نے اس وقت دنیا کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ دنیا کی معیشت پر ان کا کنٹرول ہے، امریکہ جیسی بڑی ریاستیں ان کے اشاروں پر ناچ رہی ہیں، دنیا بھر کے لوگوں کے ذہنوں کو وہ پہلے ہی کنٹرول کر چکے ہیں۔ ان کی پھیلائی ہوئی بے حیائی اور فکری خلفشار نے نوجوان نسلوں کو پوری طرح جکڑ لیا ہے۔ دلوں سے ایمان وہ پہلے ہی نکال چکے ہیں۔ (الا ماشاء اللہ) سائبر ٹیکنالوجی میں بھی وہ دنیا کو فتح کر چکے ہیں اور ان کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ جب ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور ذہن پراگندہ ہو جاتے ہیں تو لوگوں کی نفسیات پر یہود کے سحر کا غلبہ رہتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ہمیں بڑی سہولتیں میسر آ گئی ہیں فیس بک فری ہے، یوٹیوب فری ہے، ای میل وغیرہ وغیرہ لیکن حقیقت میں انہوں نے ہمیں اپنے قابو میں

رکھنے کے لیے یہ ساری چیزیں فری میں دی ہوئی ہیں ۔ قرآن میں کہا گیا کہ:

''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو، وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے تاکہ وہ بھی دوزخیوں میں سے ہوجائیں۔'' (الفاطر:6)

ہمیں شیطان کے ہتھکنڈوں کو سمجھنا چاہیے ۔ بے شک ٹیکنالوجی نے ہمیں فائدے دیئے ہیں لیکن اس کو صرف ضرورت کے مطابق محتاط انداز سے استعمال کرنا چاہیے، اس پر زیادہ بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: کہا یہ جارہا ہے کہ اسرائیل ٹیکنالوجی کے اعتبار سے بہت سے مغربی ممالک اور ترقی یافتہ ممالک سے بھی آگے نکل چکا ہے۔آنے والے وقت میں جب گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے جنگ پھیلائی جائے گی جیسا کہ لبنان میں نئی جنگ چھڑ چکی ہے تو کیا اس جنگ میں اس طرح کے سائبر حملوں سے بڑھ کر بھی کوئی انوکھی طرز کے حملے ممکن ہیں؟

رضاء الحق: گریٹر اسرائیل کا منصوبہ دراصل دجال کی عالمی حکومت کی طرف پیش قدمی ہے۔ اس جنگ میں صرف سائبر ٹیکنالوجی ہی استعمال نہیں ہوگی بلکہ ہر قسم کے دجالی ہتھکنڈے استعمال کیے جائیں گے۔اس میں سودی معیشت بھی ہے ۔آپ دیکھ لیں کہ امریکہ اور یورپ سمیت پوری دنیا کی معیشت ان کے کنٹرول میں ہے ۔ اس میں سیاسی غلبہ بھی شامل ہے کہ پوری دنیا کی حکومتیں ان کے اشاروں پر چل رہی ہیں ۔پھر دجل اور فریب بھی ان کا ہتھیار ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ ابراہام اکارڈز کے نام پر بہت سارے عرب اور کچھ افریقی ممالک کو انہوں نے رام کرلیا۔ تاہم ٹیکنالوجی اس جنگ کا بہت بڑا حصہ ہے اور اس میدان میں اسرائیل نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر بہت ترقی کرلی ہے۔اس نے لبنان پر جہاں سائبر حملہ کیا ہے وہاں فضائی حملہ بھی اس قدر شدید کیا ہے کہ گزشتہ کئی دہائیوں میں لبنان کا اتنا نقصان نہیں ہوا۔ تقریباً 500 لبنانی تو ایک دن میں شہید کر دیے گئے ہیں۔اصل میں اسرائیل نے دنیا کو ایک میسج دینے کی کوشش کی ہے کیونکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جب یہ قرارداد پیش ہوئی کہ اسرائیل ان تمام علاقوں کو خالی کردے جن پر اس نے 1948ء کے بعد قبضہ کیا ہے تو 124 ممالک نے اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیے ہیں جبکہ صرف 14 نے اسرائیل کی حمایت کی اور 42 غیر جانبدار رہے۔لبنان پر حالیہ جارحیت اسی ناکامی کا ردعمل ہوسکتا ہے۔ تاہم یہ اسرائیل کا پہلا سائبر حملہ نہیں ہے بلکہ اس سے قبل 2010ء میں ایران کے نیوکلیئر پلانٹ پر بھی سائبر حملہ کیا تھا۔سائبر ٹیکنالوجی اس جنگ کا اہم حصہ ہے۔

سوال: کیا پاکستان سائبر سکیورٹی کے محاذ پر اپنا دفاع کرنے کے قابل ہے؟

امجد علوی: میرے خیال میں ہماری آرمی اور ہمارا دفاع تو بالکل محفوظ ہے اور ہماری آرمی اس قابل بھی ہے کہ ایسے حملوں کا جواب بھی دے سکتی ہے۔لیکن ہمارے معاشی ادارے اور عوام کے ڈیجیٹل اثاثے بالکل غیر محفوظ ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہاں بہت ساری باہر کی کمپنیاں ہمارے ٹیلی کام، انٹرنیٹ اور اس طرح کی دیگر چیزوں پر کام کررہی ہیں اور ان کو یہاں بڑی آزادی بھی حاصل ہے۔وہ یہاں سے ہر قسم کی انفارمیشن اکٹھی کرکے باہر منتقل کر رہی ہیں۔ پاکستان گورنمنٹ نے بہت اچھا کام کیا کہ یہ پالیسی بنائی ہے کہ ہمارا جو حساس ڈیٹا ہے وہ

> **لبنان پر اسرائیل کے سائبر حملے کے بعد اسرائیل کے آرمی چیف کا بیان آیا ہے کہ ابھی صرف 2 فیصد ٹیکنالوجی کا استعمال ہوا، 98 فیصد ٹیکنالوجی تو دنیا نے دیکھی ہی نہیں جو ہمارے پاس ہے۔**

باہر کی بجائے پاکستان میں ہی ذخیرہ کیا جائے گا لیکن اس پر عمل درآمد بہت کم ہوا ہے۔عوام کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کونسا اہم ڈیٹا ہے، اگر باہر چلا گیا تو کونسا فرق پڑے گا؟ حالانکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ جب وہ جمع شدہ ڈیٹا میں سے انفارمیشن نکالتے ہیں تو وہ حیرت انگیز ہوتی ہے اور اس کے مطابق وہ ہماری سوچ کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اس جنگ میں اپنا دفاع کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہر قسم کا ڈیٹا لوکل کمپنیوں کے پاس رہے۔

سوال: ففتھ جنریشن اور ہائبرڈ وار خطرناک طور پر استعمال ہورہی ہے۔سوشل میڈیا کی ہلاکت خیزیوں سے بچاؤ کے لیے حکومتی سطح پر اور عوامی سطح پر ہمیں کیا اقدامات اُٹھانے چاہئیں؟

آصف حمید: سب سے پہلی بات ہمیں یہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ جو ٹیکنالوجی ہم استعمال کر رہے ہیں وہ ہمارے دوستوں کی نہیں ہے بلکہ دشمنوں کی ہے۔اس کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھوں میں ہے اور کچھ پابندیاں بھی لگا رکھی ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کو جو F-16 امریکہ نے دیئے ہوئے ہیں ان کو پاکستان سے باہر لے جانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ شرائط کے مطابق وہ صرف دفاع کے لیے ہیں کسی ملک پر حملے کے لیے نہیں دیئے گئے۔لہٰذا جب ہمارا F-16 یہاں ٹیک آف کرتا ہے تو امریکیوں کو پتہ چل جاتا ہے۔ یہ بات تب کھل کر سامنے آگئی جب ابھی نندن والے واقعہ میں بھارت نے شور مچایا کہ اس واقعہ میں پاکستان نے ایف 16 استعمال کیے ہیں تب امریکہ نے گواہی دی کہ ایف 16 اڑا ہی نہیں ۔ پاکستان نے جے ایف 17 تھنڈر طیارہ بنا کر اس کمزوری پر قابو تو پالیا ہے تاہم اس ضمن میں مزید پیش رفت کی ضرورت ہے ۔ اسی طرح ہائبرڈ وار میں اپنا دفاع مضبوط کرنے کے لیے بھی پاکستان کو کام کرنا چاہیے۔مثال کے طور پر کچھ عرصہ پہلے آپ نے دیکھا کہ پاکستان کا سوشل میڈیا بالکل بے قابو ہوگیا تھا اور بھارت سے کتنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ ہینڈل ہو رہے تھے اور یہاں انتشار پھیلایا جا رہا تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان اپنا سوشل میڈیا بنائے جو پاکستان کے کنٹرول میں ہو کیونکہ اخلاقی، نفسیاتی اور فکری تباہی بھی عسکری طور پر کسی ملک کو تباہ کرنے سے کم خطرناک نہیں ہوتی۔لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں لوکل کلاؤڈ میں پر آنا چاہیے۔ ہمارا اپنا فیس بک ہو، اپنا واٹس ایپ ہو، اپنا یوٹیوب ہو، ہر ایپ اپنی ہو۔ باہر کی تمام ایسی ایپس کو پاکستان میں بند کر دیا جائے کیونکہ ان چیزوں کو بطور ہتھیار استعمال کرکے دشمن پاکستان میں مذہبی، نسلی، لسانی، علاقائی منافرت پھیلا رہے ہیں۔ بے دینی اور بے حیائی پھیلا کر ہماری نسلوں کو تباہ کیا جارہا ہے۔اب وقت ہے کہ ان چیزوں کو کنٹرول کیا جائے۔ اگر ان کو کنٹرول نہیں کریں گے تو ملک میں استحکام نہیں آسکے گا۔ پاکستان کی چند کمپنیوں نے ماشاءاللہ اب موبائل فون خود بنانا شروع کر دیئے ہیں، ان کا استعمال ملک میں بڑھانا چاہیے اور امپورٹڈ موبائلز پر انحصار کم سے کم کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ وہ ساری انفارمیشن باہر بھیج رہے ہیں۔ اسی ڈیٹا کی بنیاد پر وہ ہمارے ذہنوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔ وہ ہماری سوچ کو بھی تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔غزہ اور اسرائیل کی جنگ میں سوشل میڈیا پر جو مواد بھی اسرائیل کے خلاف یا فلسطینیوں کے حق میں آتا ہے اس کو وہ ہٹا دیتے ہیں، اکاؤنٹس اور چینلز بند کردیتے ہیں جس کے بعد لوگ محتاط ہوجاتے ہیں اور فلسطینیوں کے حق میں بات نہیں کرتے۔ گویا اس طرح وہ رائے عامہ کا رُخ موڑ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم ٹیکنالوجی استعمال کریں مگر یہ بھی ضرور دیکھیں کہ کہیں ٹیکنالوجی ہمیں تو

استعمال نہیں کر رہی۔ بہر حال حکومت کو جنگی بنیادوں پر اس حوالے سے کام کرنا چاہیے۔ جیسے چین میں آپ فیس بک، یوٹیوب وغیرہ نہیں کھول سکتے۔ ان کے متبادل ان کے اپنے پلیٹ فارم ہیں۔

سوال: کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پاکستان کا اپنا یوٹیوب، واٹس ایپ، فیس بک، سرچ انجن ہو جیسے چائنا نے یہ ساری چیزیں اپنی بنائی ہیں؟

امجد علوی: پاکستان یہ ساری چیزیں خود بنا سکتا ہے اور اس ضمن میں کچھ پروجیکٹس شروع بھی ہوئے اور گورنمنٹ اس میں کافی مددگار بھی ہے۔ ہمارا ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کے نام سے ایک فنڈ ہے جو ہم ٹیلی کام انڈسٹری سے لیتے ہیں۔ اپنی ہر سیل میں سے ہم 0.5 فیصد اس فنڈ میں جمع کرواتے ہیں۔ اسی طرح ایک ادارہ Ignite کے نام سے ہے جہاں ایسے ذہین بچوں کے لیے فنڈز مہیا کیے جاتے ہیں جو ٹیکنالوجی میں ریسرچ کر سکتے ہیں، ان کو وہاں رہنمائی بھی دی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم ابھی فیس بک، یوٹیوب، گوگل اور واٹس ایپ جیسے بڑے پروجیکٹ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم 10 ہزار سے لے کر 50 ہزار ڈالر تک کے پروجیکٹ ہم کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ذہانت کی کمی نہیں ہے البتہ وسائل کی کمی ہے۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ ایک ایسی قومی پالیسی بنائے کہ عوام کی اس حوالے سے زیادہ سے زیادہ تربیت اور ذہن سازی کرکے سوشل میڈیا کا استعمال کم سے کم کروایا جائے۔ اس میں والدین زیادہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

سوال: اسرائیل نے لبنان پر جو سائبر حملہ کیا ہے جس میں واکی ٹاکی اور پیجرز دھماکوں کے ذریعے لوگوں کو شہید اور زخمی کیا گیا ہے تو کیا ایسے حملے فتنہ دجال کی علامت اور دجال کی عالمی حکومت کا شاخسانہ نہیں ہیں؟

رضاء الحق: دجالیت ایک نظریہ بھی ہے اور ایک نظام بھی ہے اور پھر ایک معین شخص نے بھی دجال کے طور پر آنا ہے۔ لہٰذا صرف حالیہ سائبر حملہ ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بہت کچھ ہو چکا ہے جس کا تعلق فتنہ دجال سے ہے۔ اس سے قبل اقوام متحدہ سمیت جتنے عالمی ادارے انہوں نے بنائے تھے وہ سب اسی مقصد کے لیے بنائے تھے اور ان میں سے کئی مقاصد پورے ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ان عالمی اداروں کی بھی کوئی ساکھ نہیں رہی۔ جیسا کہ اقوام متحدہ ہے، قرارداد پاس کرتا ہے مگر اس کو ماننے والا کوئی نہیں ہے۔ دجال اور ٹیکنالوجی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ احادیث سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر کہا گیا ہے کہ وہ بارش برسائے گا۔ آج ایسی ٹیکنالوجی موجود ہے جس کے ذریعے وہ بارش برسا سکتے ہیں۔ پھر کہا گیا ہے کہ دجال کا زمین کے خزانوں پر کنٹرول ہوگا۔ جو لوگ اس کی پیروی کریں گے ان پر خوشحالی آئے گی اور جو اس کو نہیں مانیں گے وہ تنگ دستی کا شکار ہو جائیں گے۔ یہ ساری چیزیں آج ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ اقبال نے کہا تھا:

دنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

دجالیت کا بنیادی فتنہ ہی مادہ پرستی ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد فرمایا کرتے تھے کہ اس فتنہ کی وجہ سے ہماری روحانی آنکھ بند ہو چکی ہے جبکہ صرف مادی ترقی کو دیکھنے والی آنکھ کھلی ہے۔ دنیوی ترقی اپنی جگہ اہم ہے لیکن اپنی نظریاتی اساس کو بچانا اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔

سوال: لبنان پر سائبر حملے کے بعد اسرائیل کے آرمی چیف کا بیان آن ریکارڈ ہے کہ ابھی اس ٹیکنالوجی کا صرف 2 فیصد انہوں نے استعمال کیا ہے۔ اس بیان کے بعد پوری دنیا خوف میں مبتلا ہے۔ اس وقت دنیا میں صرف ڈیڑھ کروڑ یہودی ہیں، ان میں سے بھی صرف آدھے اسرائیل میں بستے ہیں جبکہ دوسری طرف 57 مسلم ممالک اور پونے دو ارب مسلمان ہیں، اس کے باوجود وہ یہودیوں کے سامنے اتنے بے بس کیوں ہیں؟

امجد علوی: یہ بھی ایک حربہ ہے کہ خوف کو اتنا بڑھا دو کہ لوگ ذہنی غلامی میں مبتلا ہو جائیں۔ مسلمانوں کے پاس بھی بہت کچھ ہے، اگر ہم کرنا چاہیں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر ہم اخلاقیات کو کراس نہیں کرتے جبکہ وہ جب چاہیں اخلاقیات کی دھجیاں اُڑا دیں۔ مسلمانوں کو خوف میں مبتلا کر دیا گیا ہے کہ اس کا ردعمل سخت آئے گا۔ اس خوف سے نکلنے کے لیے ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے۔ اگر تمام مسلم ممالک ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں تو یہ بیریئر کراس کیا جا سکتا ہے۔

رضاء الحق: حدیث میں وہن کی بیماری کا ذکر ہے جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں۔ اس کی دو علامات میں سے ایک موت کا خوف ہے اور دوسری دنیا سے محبت ہے۔ 57 مسلم ممالک میں آج یہی دو چیزیں نظر آتی ہیں۔

آصف حمید: اقبال کی مشہور نظم ابلیس کی مجلس شوریٰ ہے جس میں ابلیس کہتا ہے۔

چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محروم یقیں

یہ صورتحال اس لیے ہے کہ ہم منقسم ہیں۔ ہمارا ایمان اللہ پر نہیں ہے بلکہ امریکہ، چین اور روس پر ہے۔ مسلم ممالک کے لیڈروں کی عظیم اکثریت انہی کی معنوی اولاد ہے۔ مسلم ممالک میں باہمی نفرت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''تو اللہ نے سزا کے طور پر ڈال دیا ان کے دلوں میں نفاق (اور یہ نفاق اب رہے گا) اُس دن تک جس دن یہ لوگ ملاقات کریں گے اُس سے بسبب اُس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے اللہ سے کی اور بسبب اس جھوٹ کے جو وہ بولتے رہے۔'' (التوبہ:77)

اسرائیل کی ہر حرکت سے نظر آ رہا ہے کہ وہ گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کے نقشے میں آدھا سعودی عرب بھی آتا ہے۔ ہمیں روحانی اور نفسیاتی طور پر بھی اپنی اصلاح کرنی ہے اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی ترقی کرنا ہوگی۔ قرآن حکیم میں ہم سے کہا گیا ہے کہ:

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ (صرف) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔'' (المائدہ:51)

جبکہ آج ہمارے حکمران ان کو صرف ولی نہیں بلکہ سب کچھ سمجھے بیٹھے ہیں۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے کی اور اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

❀❀❀

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ امجد علوی: سائبر سکیورٹی ایکسپرٹ، برین ٹیلی کمیونیکیشنز کے بانی اور ڈائریکٹر۔

2۔ آصف حمید: ناظم شعبۂ سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی و مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور۔

3۔ رضاء الحق: نائب ناظم مرکزی نشر و اشاعت تنظیم اسلامی اور تنظیم اسلامی کے ریسرچ سکالر۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

نظامِ تعلیم اور تعلیمی نصاب

پروفیسر چودھری محمد یٰسین ظفر

(قومی سیرت النبی ﷺ کانفرس اسلام آباد میں خطاب کا اقتباس)

دعائیہ کلمات کے بعد! سامعین محترم و سامعات، اس سے پیشتر آپ نے بہت ہی جذباتی اور پر جوش گفتگو سنی ہے جس میں بہت سارے مسائل کا احاطہ ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے دلوں کی ترجمانی تھی اور یہی ہمارا مقصد بھی تھا۔ چونکہ یہ موضوع پاکستان کے لیے بہت اہمیت کا حامل اور یہاں جتنے بھی حضرات موجود ہیں، ان سب کا تعلق بھی اہل فکر و دانش اور تعلیمی شعبہ سے ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس کانفرنس کو بامقصد بنائیں اور ایسی سفارشات مرتب کریں جن کی روشنی میں ہم اپنے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو سیرت النبی ﷺ کا سائبان مہیا کر سکیں۔ اس لیے کہ یہ نظام اُس وقت تک درست ہو ہی نہیں سکتا جب تک یہ سیرت النبی ﷺ کے سائبان تلے نہیں آجاتا۔ تعلیم بنیادی طور اپنی معلومات، اپنا علم، اپنی عادات اور اپنی مہارتیں آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے کا نام ہے۔ مقصد کا حصول تبھی ممکن ہے کہ اگر ہم اپنی عادات اور تہذیب و ثقافت کو اس پیمانے پر لے آئیں جس کو اپنانے کے بعد ایسی نسل تیار ہو جو میرے اور آپ سب کے لیے راحت کا باعث بنے۔ مشکل یہ ہے کہ پاکستان کے نظام تعلیم کو اگر سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بہت سارے نظاموں کا ایک مجموعہ ہے۔ یہاں کہا گیا کہ ''شاید دو نظام ہیں'' ایسا نہیں ہے۔ یہاں 20 نظام ہیں جن میں سے ایک مدارس کا نظام بھی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستان میں اس وقت تعلیمی وحدت نہیں ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد تعلیم کا شعبہ صوبائی حکومتوں کو منتقل ہوا اور آج ہر صوبے کا اپنا الگ نظام اور نصاب ہے۔ وہ چاہیں تو اپنی زبان یا اردو زبان میں تعلیم دیتے رہیں۔ جب اٹھارویں ترمیم ہو رہی تھی ہم نے اس وقت بھی حکومت سے یہ گزارش کی تھی کہ باقی جو چاہیں آپ کر لیں لیکن تعلیم کے شعبہ میں وحدت قائم رکھیں اور اس کو مرکز کے سپرد ہی رہنے دیں۔ وفاق پورے پاکستان کے نظام تعلیم کو کنٹرول کرے، تب ہی اس قوم میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے لیکن وہ بات تسلیم نہیں کی گئی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صوبے کا اپنا ایک سسٹم ہے۔ اس کے اندر بھی انگلش میڈیم سکول الگ سے ہیں اور اردو میڈیم الگ ہیں۔ سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں کے درمیان جو فرق ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ پاکستان میں تعلیم کے مقاصد ہی متعین نہیں ہیں اور یہاں بے مقصد تعلیم دی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے ہمارے نوجوانوں کی اکثریت سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہے۔ اُن کی اکثریت سے آپ پوچھ لیں کہ آپ کس مقصد کے لیے تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو ایک ہی مقصد ان کے سامنے ہو گا کہ پڑھ لکھ کر کہیں ملازمت حاصل کرنی ہے، روزگار کا کوئی سلسلہ کرنا ہے۔

حضرات و خواتین! تعلیم کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہوتا بلکہ تعلیم انسان سازی کا نام ہے۔ تعلیم کے ذریعے سے ہم معاشرے کو اچھے انسانوں کا معاشرہ بناتے ہیں۔ تعلیم کے بہت ہی اعلیٰ مقاصد ہیں۔ سب سے بڑا مقصد تو یہ ہے کہ تعلیم اللہ کی معرفت عطا کرتی ہے اور جب تک اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی تعلیم کا مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن بدقسمتی سے یہاں ایسی تعلیم دی جاتی ہے جس کا کوئی بڑا مقصد نہیں ہوتا۔ بہت عرصہ ہوا ایک کالم نگار نے یونیورسٹی میں پڑھاتے ہوئے اپنی کلاس کے طلبہ سے سوال کیا کہ آپ نے شعبہ صحافت کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ تو ایک بچے کا جواب تھا کہ مجھے کسی اور شعبہ میں داخلہ نہیں ملا۔ دوسرے بچے سے پوچھا اس نے کہا چونکہ یہاں میرے دوست ہیں تو میں بھی اس شعبہ میں آگیا۔ یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں تعلیم کا کوئی بڑا مقصد نہیں ہے ماسوا اس کے کہ ملازمت مل جائے۔

حضرات گرامی! یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے جس کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کام حکومت کر سکتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان چیزوں کو پیش نظر رکھ کر تعلیم کا قبلہ درست کرے۔ تعلیم جہاں اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے وہاں رضائے الٰہی کا بھی ذریعہ ہے۔ تعلیم کے جتنے بھی شعبہ جات ہیں، اُن کا تعلق انسانیت سے ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان تعلیم حاصل کر کے کہیں جنگل میں نکل جائے، کہیں صحرا میں چلا جائے یا وہ اکیلا انفرادی زندگی بسر کرے۔ بلکہ انسان تعلیم حاصل کر کے معاشرے کی طرف لوٹتا ہے۔ اگر تعلیم میں رضائے الٰہی، خلوص اور محبت ہو تو یہ تعلیم آخرت کو سنوارتی ہے۔ موجودہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد تقریباً ہر شعبے میں لوگ بظاہر تو یہی کہتے ہیں کہ ہم خدمت کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ خدمت نہیں ہوتی وہ معاشی مستقبل کے لیے کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ آپ میڈیکل کا شعبہ لے لیں، انجینئرنگ کا شعبہ لے لیں، آئی ٹی کا شعبہ لے لیں اور بھی دیگر شعبہ جات دیکھ لیں ان کی حالت ہمارے سامنے ہے۔ کس طرح سے اس وقت پوری قوم مشکلات سے دوچار ہے۔

حضرات گرامی! میں اس موقع پر یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ تعلیم میں اخلاقیات کا پہلو بہت کم ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی بھی بچے کو اچھی عادات سکھانے کے لیے 5 سے لے کر 14 سال کے درمیان بہترین عمر ہوتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ پرائمری کی تعلیم اخلاقیات کو سنوارنے کے لیے ہونی چاہیے۔ پرائمری میں بچے کو آداب سکھائیں اور اسلامی آداب کے ساتھ ساتھ بنیادی اخلاقی تعلیم بھی دیں جیسے سچائی، امانت اور دیانت وغیرہ ہیں۔ اساتذہ کرام ہمارے معاشرے کا ایک بہت معزز طبقہ ہیں۔ اساتذہ کرام کو خصوصی تربیت دی جائے، انہیں بتایا جائے کہ نبی ﷺ سے بہتر کوئی معلم نہیں ہے۔ آپ ﷺ کمال محبت اور شفقت کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیتے تھے اور نفسیات کو مدنظر رکھ کر اُن تک علم منتقل کرتے تھے اور بہت ہی پیار اور الفت کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے مسائل کو سنتے تھے۔ آزادانہ سوال سن کر ان کے جوابات دیتے تھے۔

اس حوالے سے میں چند تجاویز بھی دوں گا چونکہ اس وقت اہل اقتدار بھی یہاں موجود ہیں اور ان کی وساطت سے یہ باتیں اوپر تک جائیں گی۔

پہلی تجویز یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر مبنی ایک ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو وفاقی اور صوبائی وزراء و

اراکین پارلیمنٹ کو لازماً پڑھایا جائے۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ پرائمری کے نصاب میں سیرت النبی ﷺ کے واقعات کو داخل کیا جائے اور دیگر قصے کہانیوں کو نکال دیا جائے۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ کسی بھی یونیورسٹی اور کالج کے جتنے بھی اساتذہ ہیں، چاہے کسی بھی شعبے کو پڑھاتے ہیں، (لازمی نہیں اسلامیات اور دینیات سے منسلک ہوں) اُن اساتذہ کرام کے لیے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ لازمی قرار دیا جائے۔ اسی طرح کالج اور یونیورسٹیوں کی سطح پر سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر کانفرنسز کے انعقاد کو لازمی قرار دیا جائے۔ سالانہ ایک کانفرنس ہر یونیورسٹی اور ہر کالج کے اندر ہو جہاں دینی سکالرز جائیں اور طلبہ و اساتذہ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو بیان کریں۔ پاکستان میں جتنے بھی ٹی وی چینل ہیں ان کے لیے بھی لازم قرار دیا جائے کہ روزانہ کم از کم 15 منٹ یا آدھا گھنٹہ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے پروگرام نشر کریں۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ایک روایت قائم کی گئی تھی کہ جتنے بھی لوگ سیرت النبی ﷺ پر کام کرتے تھے اور کتابیں لکھتے تھے، جہاں انہیں انعام وغیرہ دیئے جاتے تھے، وہاں انہیں حرمین شریفین کی زیارت کے لیے بھی بھیجا جاتا تھا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ حکومت اربوں روپے باقی معاملات میں صرف کرتی ہے۔ یہ تو ایک نیکی کا کام ہے اور یہ ایک ترغیب بھی ہوگی کہ سیرت النبی ﷺ پر محنت کرنے والوں کو پزیرائی ملے اور سیرت کا کام اچھے انداز کے ساتھ ہو۔

میں اس خوبصورت پروگرام کی وساطت سے قوم کو اور اہل اقتدار کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں یہ وزارت بین المذاہب ہم آہنگی کا کام کرتی ہے وہاں وہ اگر اپنے ایجنڈے میں ایک خاص کام کو بھی شامل کریں تو زیادہ فائدہ ہوسکتا ہے۔ وہ کام یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام مسالک (بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل تشیع اور جماعت اسلامی) نے مل کر قرآن پاک کے ایک ترجمہ پر اتفاق کیا ہے۔ حیرت اور افسوس ہے کہ حکومت اور میڈیا کی سطح پر اس انتہائی مبارک اور بڑے کام کو خاص پزیرائی نہیں دی جاتی۔ یہ ترجمہ چھپ چکا ہے۔ اس ترجمہ کو وفاق اور تمام صوبوں میں نافذ العمل ہونا چاہیے۔ ہمارے کالجوں، یونیورسٹیوں اور سکولوں کے اندر اس متفقہ ترجمہ قران کی روشنی میں تعلیم دینی چاہیے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں وحدت قائم ہو تو اس سے بڑی وحدت آج تک پاکستان میں نہیں ہو سکی کہ قرآن حکیم کے ایک ترجمے پر سب مکاتب فکر کی مہریں لگی ہیں اور ایک ترجمے کے اوپر سب مسالک کا اتفاق ہے۔

میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیاب کرے اور جو سفارشات پیش کی گئیں ہیں ان پر عمل کرنے کی خلوص نیت سے کوشش کی جائے۔

❁❁❁

تعارف: پروفیسر چودھری محمد یسین ظفر، مدارس سلفیہ پاکستان کے ترجمان اور وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

نوٹ: تحریر میں جس ترجمہ قرآن کا حوالہ دیا گیا وہ ڈائریکٹر پروگرامز، دی علم فاؤنڈیشن کراچی، شجاع الدین شیخ صاحب کے زیر نگرانی ایک پروجیکٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ ایک ایسے ترجمہ قرآن جس پر اتحاد تنظیمات مدارس (پانچوں مکاتب فکر کے مدارس کا وفاق) نے اتفاق کیا اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے دستخط کر دیئے۔ اس پر مبنی نصاب میں نہ صرف قرآن حکیم کا ترجمہ بلکہ سورتوں کا تعارف، آیات کا شان نزول، پیغمبروں کے واقعات، ترجمہ، اخلاقی سبق، مشقیں، ہوم سرگرمیاں شامل ہیں اور اس مرتب شدہ نصاب پر بھی سب علماء کا اتفاق ہو چکا ہے۔ وفاق کے علاوہ پنجاب اور خیبر پختونخوا کی سطح پر سکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔ الحمدللہ! (ادارہ)

انفرادی دعوت

امیر تنظیم اسلامی کی ہدایت پر اسرائیل نواز کمپنیوں کے بائیکاٹ کو عام کرنے کے لیے ملک بھر کے سٹور مالکان کو ایسی مصنوعات اپنے سٹورز سے ہٹانے کی ترغیب وتشویق کا سلسلہ جاری ہے۔ اس حوالے سے ایک رفیق تنظیم اسلامی کی کاوشوں اور تجربات کی مختصر روداد پیش خدمت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کا درد ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ کچھ دن پہلے اپنے علاقے کی ایک معروف بیکری پر جانا ہوا۔ چیزوں پر نظر پڑی تو وہاں کچھ ایسے پروڈکٹس رکھے ہوئے نظر آئے جو اسرائیل نواز کمپنیوں کے بنائے ہوئے تھے۔ سٹور کے مالک ایک عالم بھی ہیں اور اکثر اوقات امام صاحب کی غیر موجودگی میں میرے اپارٹمنٹ کی مسجد میں امامت بھی کرواتے ہیں۔ کچھ رش کم ہوا تو کاؤنٹر پر اُن سے ملاقات کر کے گزارش کر ڈالی کہ آپ ماشاءاللہ عالم ہیں اور اس لحاظ سے انبیاء کے وارث ہیں۔ آپ کی دکان میں جو ایسے پروڈکٹ ہیں اُس کا بائیکاٹ تو آپ کو بھی کرنا چاہیے۔ اُس پر اُنہوں نے جواب دیا کہ باہر مشروبات کی ایک مشہور کمپنی کا بورڈ لگا ہوا ہے وہ سب سپانسر کرتی ہے۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ کاروبار آپ نے سپانسر کے بھروسے پر کھولا تھا یا اللہ کے؟ اُس پر اُنہوں نے اثبات میں سر کو ہلایا اور کہنے لگے آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ کچھ دن بعد اس کا اثر نظر آیا اور اب اُنہوں نے ایسی ساری پروڈکٹس اپنی دُکان سے ہٹا دی ہیں الحمدللہ۔

ایک اور جگہ گلستان جوہر راڈو اپارٹمنٹ کے قریب ایک مسجد کے بالکل برابر ایک دکان کے مالک سے اکثر آنا اور گھر کی چیزیں لینے جاتا ہوں وہاں بھی کچھ ایسے ہی حالات تھے۔ اُن سے بھی یہی بات ایک دوسرے انداز سے پوچھی کہ بھائی ایک بات تو بتائیں یہ جو علماء بائیکاٹ کی بات کر رہے ہیں یہ صحیح بھی ہے کہ نہیں؟ اُنہوں نے پرجوش انداز میں جواب دیا کہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ صرف مجھ پر یعنی consumer پر ہی لاگو ہوتا ہے؟ آپ پر یعنی retailer پر نہیں ہوتا؟ تو ایک دم سے ٹھٹکے اور پھر لوکل پروڈکٹس کی برائی اور کوالٹی پر بات کرنے لگے اور غیر ملکی پروڈکٹس سے موازنہ کر کے اپنی مجبوری بیان کی۔ میں نے پوچھا کہ یہ صفائی جو آپ مجھے دے رہے ہیں کیا کل اللہ کو بھی یہی جواب دیں گے؟ وہ کچھ توقف اور سناٹے کے بعد دل کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے آپ کی بات میرے یہاں لگی ہے۔ میں واپس لوٹ آیا۔ دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(ناظم احمد خان، ملتزم رفیق، حلقہ کراچی وسطی)

استغفار: گناہوں کا تریاق

نذیر احمد نعمانی

آج ہم گناہوں کے سمندر میں غرق ہیں۔ قدم قدم پر رب کریم کی نافرمانیاں کر رہے ہیں۔ ہماری صبح، ہماری شام، ہماری رات معصیتوں سے آلودہ ہیں۔ نفس وشیطان کے چنگل میں پھنس کر ہم اپنے رحیم ومہربان پروردگار کی بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ دنیا کی محبت نے ہمیں آخرت سے غافل کر رکھا ہے۔ اس فانی، عارضی اور ختم ہو جانے والی زندگی کو ہم نے اپنا مطمحِ نظر بنایا ہوا ہے۔ خوفِ خدا، فکرِ آخرت اور بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا احساس معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے۔ کثرتِ ذنوب نے ہم پر آفات وبلیات اور مصائب وآلام کے وہ پہاڑ توڑے کہ الامان الحفیظ!

حالانکہ کتاب وسنت ہمیں اس بات سے آگاہ کرتی ہیں کہ انبیائے کرام ﷩ کے سوا کوئی فردِ بشر معصوم نہیں۔ ہر انسان سے خطا، لغزش اور غلطی کا صدور ہو سکتا ہے، لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو اپنے کیے پر نادم وشرم سار ہو۔ جسے اس حقیقت کا احساس ہو کہ میرا ہر عمل محفوظ کر لیا گیا ہے اور میرا رب مجھ سے اس بارے میں یقیناً پوچھے گا۔ یہی وجہ ہے صاحبانِ ایمان کو بار بار گناہوں کے ''تریاق'' کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی دسیوں آیاتِ مبارکہ توبہ واستغفار کی اہمیت بیان کرتی ہیں۔ سینکڑوں احادیثِ مبارکہ میں انابت اور رجوع الی اللہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بندہ گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد مایوس وپریشان ہو جائے، بلکہ کتابِ مبین میں خطا کاروں کے واسطے صاف صاف اعلان کر دیا گیا ہے: ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔''

پھر سچے دل سے استغفار وتوبہ اور باری تعالیٰ کے سامنے اقرارِ معصیت کی خیر وبرکات دونوں جہانوں میں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو کوئی استغفار کو لازم پکڑ لے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی میں آسانی، ہر غم سے دوری (کا سامان) پیدا فرمائے گا اور اُسے ایسی جگہ سے رزق نصیب فرمائے گا، جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو گا۔'' (سنن ابوداؤد)

دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا:

''(قیامت کے روز) جو شخص اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کی کثرت پائے، اُس کے لیے خوش خبری ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

استغفار کا عمل اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ سے رب کریم اس سے زیادہ راضی (اور خوش) ہوتا ہے، جتنا تم میں سے کوئی (اس وقت ہوتا ہے جب وہ) اپنی سواری پر جنگل وبیابان میں جا رہا ہو، اچانک وہ سواری اس سے گم ہو جائے، اس حال میں کہ اس پر اس کا کھانا پینا (بھی) رکھا ہو، وہ اس (کی واپسی) سے مایوس ہو جائے اور ایک درخت کے سائے میں آ کر لیٹ جائے، ابھی وہ اس حال میں ہو کہ دفعتاً دیکھے وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہے، بس وہ اس کی لگام تھام لے، پھر مسرت وشادمانی کے عالم میں یہ کہہ بیٹھے: ''اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تمہارا رب۔'' (یعنی خوشی کے باعث غلط جملہ کہہ دے۔) (صحیح مسلم)

جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک عمل سے بھی اُمت کو استغفار کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ کے سامنے توبہ کرو، بے شک میں بھی دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ:

''ہم ایک مجلس میں آپ ﷺ سے سو مرتبہ (استغفار کا یہ کلمہ پڑھنا) شمار کیا کرتے تھے: ''رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔'' (سنن ابوداؤد)

بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم توبہ کے باوجود گناہوں سے باز نہیں آ رہے تو پھر ایسی توبہ اور ایسے استغفار کا کیا فائدہ؟ حالانکہ حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص استغفار کرتا رہے، اُسے (گناہ پر) اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا، اگرچہ دن میں ستر مرتبہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کیوں نہ کرے۔'' (سنن ابوداؤد)

مذکورہ حدیث مبارکہ کی تشریح میں حضرات علماء کرام فرماتے ہیں:

''گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہے جو استغفار نہ کرے اور گناہ پر شرمندہ بھی نہ ہو۔'' ابن الملکؒ فرماتے ہیں: ''جو کوئی معصیت وگناہ کا کام کرے اور اس کے بعد استغفار کر لے اور اظہارِ ندامت سے کام لے، وہ برائی پر اصرار کرنے سے نکل گیا۔'' (عون المعبود)

گناہوں پر شرم سار ہونا، اپنی لغزش کا اقرار کرنا اور اپنے جرم کا اعتراف کرنا، وہ مبارک وبابرکت عمل ہے جس کا توڑ شیطان کے پاس نہیں۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں:

''ابلیس نے اپنے چیلوں سے کہا: تم انسانوں کو کس طرح گمراہ کرتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: ''ہم ہر طریقے اور ہر جہت سے انہیں گمراہ کرتے ہیں۔'' ابلیس نے جواب میں کہا: ''کیا استغفار کے بارے میں بھی تم نے انہیں گمراہ کیا ہے؟'' یہ سن کر ابلیسی گماشتوں نے کہا: ''استغفار تو وہ عمل ہے جو توحید باری تعالیٰ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔'' (اس پر ہمارا زور کیسے چل سکتا ہے؟) ابلیس نے کہا: ''میں انسانوں کے درمیان ایسی چیز پھیلاؤں گا جس پر انہیں استغفار کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔'' امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: ''شیطان نے انسانوں میں خواہشات وتمناؤں کو پھیلایا (جسے کوئی گناہ نہیں سمجھتا اور اس پر استغفار بھی نہیں کرتا)'' (سنن دارمی)

حضرت ابوسعید خدری ؓ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک شیطان نے (حق تعالیٰ سے) کہا تھا: ''اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں موجود رہیں گی۔'' (جواب میں) اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: ''میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میرے بلند مرتبے کی قسم! جب تک میرے بندے مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے، میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔''

آخر میں سمجھنے کی اہم بات یہ ہے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں: اول: آدمی گناہ سے فی الفور باز آ جائے۔ دوم: اپنے کیے پر نادم ہو۔ سوم: آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کثرتِ استغفار کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! ۞۞۞

اخبارِ اسلام

(رواں ہفتے کے دوران مسلم دنیا سے متعلق اہم خبریں)

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- حماس کے سینئر رہنما اسامہ حمدان نے الجزیرہ کو دیئے گئے ایک بیان میں کہا کہ خطے میں جاری کشیدگی کے خاتمے اور جنگ بندی کی شرط یہ ہے کہ اسرائیل کی جارحیت رکے۔
- سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ فلسطین کا معاملہ ہماری ترجیح اوّل ہے۔ فلسطینی ریاست کا قیام اور مشرقی یروشلم کا بطور دارالحکومت قائم کیا جانا لازمی کام ہیں۔ ان کے بغیر اسرائیل کو کسی صورت تسلیم نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم غیر انسانی ہیں ہم ان کی شدید مذمت کرتے ہیں۔
- لبنان میں اسرائیلی حملوں کے تناظر میں سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس میں لیبیا کے مستقل مندوب طاہر السنی نے کہا ہے کہ تاریخ اُن ملکوں کو یاد رکھے گی جو غزہ پر اسرائیلی حملے کے جواب میں خاموش نہیں رہے۔ وہ ممالک بھی یاد رکھے جائیں گے جنہوں نے اس موقع پر چپ سادھ لی۔ اقوام عالم دورخی چھوڑ کر اسرائیل کے خلاف اخلاقی، قانونی اور انسانی بنیادوں پر کارروائی کریں تاکہ نسل کشی کو روکا جا سکے۔ اجلاس میں امریکہ کے سوا تمام ممالک نے اسرائیلی جارحیت اور جنگی جنون کی مذمت کی۔ روسی اور چینی مندوبین کا کہنا تھا کہ لبنان میں جنگ کا آغاز بڑی جنگ کی طرف لے جائے گا اور اس کا ذمہ دار صرف اسرائیل ہے۔ روس نے کہا کہ امریکی ڈپلومیسی کا بھید بھی کھل گیا ہے جو اسرائیل کو ڈپلومیسی کی آڑ دے کر دندنانے کی کھلی چھوٹ دے رہا ہے۔ ترک صدر رجب طیب اردگان نے نیو یارک میں ایک خطاب میں اقوام متحدہ اور عالمی نظام پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ غزہ دنیا کا سب سے بڑا قبرستان بن چکا ہے جبکہ اقوام متحدہ ایک ناکارہ ڈھانچے میں تبدیل ہو رہا ہے۔
- اسرائیلی میڈیا نے اطلاع دی ہے کہ ایلات شہر میں زوردار دھماکے کی آواز سنی گئی جس کے بعد خطرے کے سائرن بجنے لگے۔ ایک عراقی مزاحمتی تنظیم نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ یہ ڈرون حملہ انہوں نے کیا ہے۔ صیہونی فوج نے تصدیق کی ہے کہ ایک ڈرون کو روکنے میں کامیابی حاصل ہوئی، جبکہ دوسرا ڈرون ایلات میں گر کر تباہ ہو گیا۔ اطلاعات کے مطابق اس حملے میں تین ڈرونز استعمال کیے گئے۔
- اسرائیلی نیوز پبلی کیشن Yedioth Ahronoth کے مطابق، فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون نے فون پر بات کرتے ہوئے وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کو متنبہ کیا ہے کہ اسرائیل، لبنان میں حملوں سے خطے کو جنگ کی طرف دھکیل رہا ہے۔ نیتن یاہو نے جواب دیا کہ فرانس، اسرائیل کی بجائے حزب اللہ پر دباؤ بڑھائے۔

فرینڈز آف فلسطین کی اپیل: دنیا بھر کے مسلمانوں اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں سے اپیل ہے کہ وہ 7 اکتوبر کو طوفان الاقصیٰ کے ایک سال مکمل ہونے پر فلسطینی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، اسرائیلی جارحیت کی مذمت کریں اور اسے روکنے کے لیے دباؤ بڑھائیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- لبنان

ہزاروں افراد کی ہجرت: اسرائیل کی جانب سے لبنان کے مختلف شہروں پر جاری خوفناک بمباری اور سینکڑوں افراد کی شہادت کے بعد ہزاروں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر محفوظ مقامات کی تلاش میں نکل پڑے جس کے سبب دارالحکومت بیروت کی سڑکوں سمیت لبنان کے مختلف ہائی ویز پر گاڑیوں کی طویل قطاریں دیکھنے کو ملیں۔

- بنگلہ دیش

سابق وزیر سیف الزمان کے اثاثے منجمد: مرکزی بینک نے سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ کے دور میں وزیر برائے اراضی سیف الزمان چودھری اور اُن کے خاندان کے بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیئے ہیں۔ اُن پر الزام ہے کہ اُنہوں نے کرپشن کرتے ہوئے لندن، دبئی اور نیو یارک میں لگژری جائیدادوں پر 50 کروڑ ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری کی۔

- بھارت

مسلمانوں کی املاک پر قبضے کی تیاری: مودی سرکار کی جانب سے مسلمانوں کے لیے مختص محدود وسائل کو چھیننے کی سازش سامنے آئی ہے۔ بھارتی قانون کے وقف ایکٹ میں 40 نئی ترامیم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ وقف ایکٹ ایسا قانون ہے جس کے ذریعے صاحب استطاعت مسلمان، زمین اور دیگر اثاثے خیرات کے نام پر وقف کر سکتے ہیں۔ وقف کی سرپرستی مسلم پارلیمان، مسلم ممبران برائے ریاستی بار کونسل اور نامور عالم دین کرتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ترجمان قاسم رسول الیاس نے بل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ بل مسلمانوں کے وقف کی جائیداد کو ہڑپ کرنے کی کوشش ہے اور بھارتی آئین پر حملہ ہے۔''

دوسری طرف ہندو انتہاپسند تنظیموں نے مسلمانوں کے معاشی اور اقتصادی بائیکاٹ کے لیے گھر گھر مہم شروع کر دی ہے۔ لوگوں میں پمفلٹ تقسیم کر کے مسلمانوں کی دکانوں اور ٹھیلوں سے سامان نہ خریدنے کی اپیل کی جا رہی ہے۔

- ایران

نئے میزائل، ڈرون کی نقاب کشائی: ایک فوجی پریڈ میں نئے بیلسٹک میزائل اور ایک اپ گریڈ ڈ یکطرفہ حملہ کرنے والے ڈرون کی نقاب کشائی کی گئی۔

سابق صدر کی بیٹی جیل سے رہا: سابق صدر اکبر ہاشمی رفسنجانی کی 61 سالہ صاحبزادی فائزہ ہاشمی رفسنجانی کو 2 سال بعد جیل سے رہا کر دیا گیا وہ تہران کی ایوِن جیل میں 2 سال سے قید تھیں۔ اُن پر ملک میں فسادات کو ہوا دینے کا الزام تھا۔

- سوڈان

فوج اور نیم فوجی دستوں کے درمیان جھڑپیں: شمال مغربی ریاست دارفور کے دارالحکومت الفشر میں سوڈانی مسلح افواج (ایس اے ایف) اور نیم فوجی ریپڈ سپورٹ فورسز (آر ایس ایف) کے درمیان مسلح جھڑپوں میں تین بچوں سمیت کم از کم 11 افراد جاں بحق اور 17 زخمی ہو گئے۔ اس گنجان آباد شہر میں 10 مئی سے جھڑپیں جاری ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ دعوتی دورہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ 13 ستمبر 2024ء کو اپنے سالانہ دعوتی دورے پر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی (پشاور) تشریف لائے۔ امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم محمد شمیم خٹک اور ناظم دعوت حلقہ محترم عبدالناصر صافی نے ان کا استقبال کیا۔ رات کا قیام محترم عبدالناصر صافی کی رہائش گاہ پر کیا گیا۔

اگلے روز 14 ستمبر 2024ء کو Occasions Marquee شادی ہال، میں ''ختم نبوت کے عملی تقاضے'' کے عنوان سے ایک پروقار تقریب منعقد کی گئی۔ اس اجتماع میں تقریباً 350 افراد نے شرکت کی۔ اس دعوتی اجتماع کے لیے بھرپور طریقے سے تشہیر کی گئی۔ 60 بینرز اور 300 پوسٹرز چھپوائے گئے تھے جو کہ پشاور شہر، صدر، یونیورسٹی ٹاؤن اور حیات آباد کے علاقوں میں آویزاں کیے گئے۔ اس کے علاوہ 100 کارڈ بھی چھپوائے گئے جو اہم دینی، سماجی وسیاسی شخصیات سے ملاقاتوں کے دوران تقسیم کیے گئے۔

اجتماع صبح 10:30 بجے شروع ہوا۔ سٹیج سیکریٹری کے فرائض معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے ادا کیے۔ اجتماع کا آغاز محترم قاری انعام الحق سعید کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اس لیے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان اور اس کا تحفظ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ختم نبوت اور تکمیل رسالت کا عملی تقاضا یہ ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم نے پیارے نبی ﷺ کے دیئے گئے دین کو عملی طور پر نافذ نہیں کیا تو ہمیں دنیا اور آخرت میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ 13 اور 14 اپریل 2010ء کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں پاکستان کے جید علماء کا دو روزہ اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کے اختتام پر ایک متفقہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا لیکن اس میں تاحال اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔ ہمیں اس کے لیے پرامن، غیر مسلح احتجاجی تحریک چلانی چاہیے۔ یہی مطالبہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کئی دہائیوں سے مسلسل کر رہے تھے۔

شریعت اسلامی پر انفرادی، اجتماعی اور ریاستی سطح پر عملدرآمد ہماری ذمہ داری ہے اور اس معاملے میں ہم اللہ کے حضور جوابدہ بھی ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کلمہ طیبہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک یہاں پر اسلامی نظام کا نفاذ نہ ہو سکا۔ اسی لیے آج ہم مشکلات اور معاشی بدحالی کا شکار ہیں۔ لہٰذا ہمیں بطور قوم منظم، پرامن اور غیر مسلح احتجاجی تحریک چلانی ہو گی۔ تا کہ ہم اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کریں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ پروگرام کے اختتام پر امیر محترم شرکاء میں گھل مل گئے۔ بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی نے محترم ڈاکٹر عثمان کی رہائش گاہ پر ظہرانے میں شرکت کی۔

دوپہر ڈھائی بجے امیر تنظیم اسلامی پشاور سے نوشہرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ امیر حلقہ اور ناظم دعوت حلقہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ نوشہرہ پہنچے پر امیر مقامی تنظیم نوشہرہ محترم محمد آصف سیالج اور معاونین مقامی تنظیم نوشہرہ نے امیر تنظیم اسلامی کا استقبال کیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق امیر تنظیم اسلامی نے امیر مقامی تنظیم نوشہرہ کے حجرہ میں علماء، مشائخ اور اہم دینی وسیاسی شخصیات سے سہ پہر 15: 4 بجے تا 15: 5 بجے ایک گھنٹہ خطاب کیا۔ نوشہرہ میں پروگرام کے اختتام پر امیر تنظیم اسلامی چکدرہ کے لیے روانہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(19 تا 25 ستمبر 2024ء)

جمعرات 19 ستمبر: صبح کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔ مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعہ 20 ستمبر: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ حلقہ گوجرانوالہ کے تنظیمی دورہ کے لیے روانگی ہوئی۔ مرکز حلقہ گوجرانوالہ کی مسجد میں رفقائے تنظیم کے اجتماع کی صدارت کی۔ امیر حلقہ گوجرانوالہ نے حلقہ کا تعارف پیش کیا۔ اپنے خطاب میں امیر تنظیم نے سالانہ اجتماع میں شرکت کی ترغیب وتشویق دلائی۔ سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام تھا۔ آخر میں بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ علیحدہ اجلاس ہوا جس میں سوال و جواب کی نشست کا اہتمام بھی تھا۔ امیر تنظیم نے اپنے خطاب میں رفقاء کے کرنے کے کاموں کی یاددہانی کروائی۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔

ہفتہ 21 ستمبر: صبح توسیعی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو دین حق ٹرسٹ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نماز عصر تا نماز عشاء مرکزی شوریٰ کے اجلاس کی صدارت کی۔

اتوار 22 ستمبر: مرکزی شوریٰ کے اجلاس کی صدارت کی۔

پیر 23 ستمبر: صبح توسیعی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام کو لاہور سے کراچی روانگی ہوئی۔

منگل 24 ستمبر: مرکزی اسرہ کے ایک خصوصی آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔

بدھ 25 ستمبر: بحریہ یونیورسٹی، کراچی میں منعقدہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس میں مختصر خطاب کیا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کروائیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجرخان کے مبتدی رفیق عامر حسین کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0313-5611556

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجرخان کے مبتدی رفیق سمیع اللہ کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-5579089

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

people. The mission wasn't for a few days, weeks, months, or years—it was a long-term commitment. I asked if they were ready. None of the 14 agreed, saying they might help in their free time. Disheartened, but still trusting in Allah *(SWT)*, I went to another madrasah and spoke to seven students there. They all agreed to join me. This was a test of my faith.

By afternoon, we had gathered 53 people, all putting their trust in Allah *(SWT)*. I told them to come to my village the next day, but they arrived before dawn. This marked the beginning of the (Afghan) Taliban movement. A follower of *Fajr* prayer in our village had a dream of angels visiting the village, affirming our path. By 10 am, we borrowed vehicles from *Haji Bashir*, traveled to *Kashte Nakhud* in the *Maiwand* district of *Kandahar*, and more people joined us. We borrowed weapons from locals and continued growing. All this was due to our trust in Allah *(SWT)*, which never leads to failure.

We urge our ulama to also put their trust in Allah *(SWT)*. Without their help, we cannot implement Shariah Law, as only they know the rules, regulations, and circumstances. We need their cooperation and dedication despite the challenges. The (Afghan) Taliban might forget basic Islamic practices and need to be retrained. Ulama must serve based on their abilities, as it is their obligation to Allah *(SWT)* and the people.

Some may see no personal gain in this service, but it is a religious duty. I fear Allah *(SWT)* and want to make it clear that our duty is to use force and provide security. Implementing Shariah law is impossible without the ulama. If any scholar finds me unfit for my job, I will resign immediately. The (Afghan) Taliban respect and obey the ulama. If we fail, the ulama will be responsible on the Day of Judgment, as they know Shariah rules better than us.

Ulama must be active, bring new ideas, and remember their responsibility to Allah *(SWT)* and the Day of Judgment. If we become corrupt, the ulama should stop or remove us. The ulama must come forward and stand firm. This is my message, and I ask the present ulama to convey it to those not here. We are only responsible for (giving) clear notification, as stated in Surah Yasin of the Quran.

Courtesy: ***Brother Furqan Iqbal, Multazim Rafiq of Tanzeem Islami, Brisbane, Australia.***

Original Source :

https://youtu.be/uNAR3CZhUKo

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اوران کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

''دورِ جاہلیت میں بنوعمرو اور بنومغیرہ کے درمیان سودی قرضوں کا لین دین تھا۔ جب اسلام کا دور آیا تو بنوعمرو کا بنومغیرہ پر بہت سا مال واجب الادا تھا' چنانچہ بنوعمرو بنومغیرہ کے پاس آئے اور ان سے سود کا بقایا طلب کیا۔ بنومغیرہ نے اسلام کے دور میں سود دینے سے انکار کر دیا (دونوں قبیلے مسلمان ہو گئے تھے) وہ مقدمہ حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے' حضرت عتاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا خوف کرو اور جو بھی بقایا ہے سود کا اسے چھوڑ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت لکھ کر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کو بھجوا دی اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر یہ لوگ چھوڑنے پر راضی ہوں تو بہت اچھا' ورنہ ان لوگوں کو جنگ کا الٹی میٹم دے دو۔'' (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 888 دن گزر چکے!

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حدی خواں | تنظیمِ اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: **ڈاکٹر اسرار احمد** رحمہ اللہ

شمارہ ۱۰ اکتوبر 2024ء ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: سب ہوش کے ناخن لیں ــــ خورشید انجم
☆ بیان القرآن: التّین + العَلق + القَدر ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ تذکرہ و تبصرہ: فتنۂ قادیانیت: زوال کا آغاز ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ حسنِ معاشرت: ☆ تربیتِ اولاد: باپ کا کردار ــــ راحیل گوہر صدیقی
☆ گھر: ہماری دعوت کا اوّلین میدان ــــ شعبہ تعلیم و تربیت
☆ انوارِ ہدایت: انفاق فی سبیل اللہ ــــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ تذکیر و موعظت: چند مہلک منکرات ــــ حافظ محمد اسد
☆ ظروف و احوال: مسئلہ فلسطین: ایک طائرانہ نظر ــــ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان
☆ دعوتِ فکر: کیا ابتدائی دور کا انسان جنگلی تھا؟ ــــ رضی الدین سید

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 500 روپے

{مکتبہ خدام القرآن لاہور} 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور فون (042)35869501-3
maktaba@tanzeem.org 0301-1115348

MOTIVATIONAL STORY OF MULLAH MUHAMMAD UMAR

(A SPEECH ON 30 March 1996)

Note: With thanks to Mr. Abdullah Achekzai for translation from Pashto to English

In the name of Allah, the most Gracious, the most Merciful

(Recitation of Surah Al-Asr from the Holy Qur'an)

Respected elders and scholars, I know it may seem inappropriate for me to speak before you, but I hope that, based on Islamic principles, my words may be beneficial. The mission and movement of the (Afghan) Taliban is a great challenge and responsibility.

The (Afghan) Taliban consistently state that their mission and purpose, as conveyed to journalists, countries, allies, enemies, or anyone else, is to implement the Law of Almighty Allah (Shariah) on His land. This has been their objective from the beginning. They have made, and continue to make, significant sacrifices to fulfill this duty. My message to the current ulama (religious scholars) here is to communicate this mission to other scholars who are not present.

I have noticed some negligence among our ulama. When we accept the challenge to implement Almighty Allah's Shariah Law, we must clarify who will actually carry it out. The (Afghan) Taliban, as soldiers, perform their duty by fighting, risking injury or death to cleanse the land of lawlessness, moral corruption, and criminal gangs. This is their role and service.

However, when the (Afghan) Taliban claim they will implement Shariah law in society, they must recognize that they have few ulama among them. They do have scholars to assist, but the (Afghan) Taliban cannot implement Shariah alone. Only the ulama fully understand the rules, regulations, and circumstances of Shariah law. The (Afghan) Taliban may have basic knowledge of Islam, enough to distinguish right from wrong, but resolving complex societal issues requires the expertise of the ulama.

I acknowledge that some ulama are fulfilling their duties, but others refer to Ayah 286 of Surah Al Baqarah in the Holy Quran, which states that Almighty Allah *(SWT)* never burdens anyone beyond their capacity. However, consider the people's rights and your responsibilities. When I was studying in a small madrasah with 15-20 students during the chaos and moral corruption of 1992-1994, I witnessed widespread crime, looting, and killing. No one could imagine how it would be stopped. If I had used Ayah 286 of Al Baqarah as an excuse, I could have claimed helplessness, saying it was beyond my capacity.

I decided to place my full trust in Almighty Allah, even though it was extremely difficult. I expect the ulama to do the same. People might question how this movement started, who secretly supported it, who trained it, and who was behind it. The beginning was simple: I closed my books and left my madrasah. My friend and I walked from the village of *Sangisar* to *Zangawat*, borrowed a motorcycle from *Sarwar* in *Talukan* village, and traveled to another village. There was no pre-planned strategy. We decided to visit another madrasah and talk to the students there. Starting in the morning, we gathered 14 students, emphasizing the need to trust in Allah *(SWT)*. I explained that our religion was being insulted and practiced openly in anarchy—moral corruption, looting, rape, murder, and bodies left unburied in the streets.

I told them we couldn't continue our studies while these issues persisted. We had to serve Allah *(SWT)* without any guarantees of economic support, relying only on voluntary help from

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore